نسب بدلنے کا شرعی حکم

تالیف

حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی دامت برکاتہم العالیہ

(رئیس دار الافتاء جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان)

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰

Ph : 021-32439799 Website : www.ishaateislam.net

نسب بدلنے کا شرعی حکم

تالیف

حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ
(رئیس دارالافتاء جمعیت اشاعت اہلسنّت، پاکستان)

ناشر

جمعیت اشاعت اھلسنّت (پاکستان)
نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی، فون: 32439799

نام کتاب : نسب بدلنے کا شرعی حکم

مؤلف : حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ

سن اشاعت : ذوالقعدہ ۱۴۳۰ھ/نومبر ۲۰۰۹ء

تعدادِ اشاعت : ۳۵۰۰

ناشر : جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی، فون:32439799

خوشخبری: یہ رسالہ website: www.ishaateislam.net پر موجود ہے۔

نوٹ

تمام افراد جو کہ ممبر شپ حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کو مطلع کیا جاتا ہے کہ کتاب کے آخر میں فارم موجود ہے، اور اس سے پہلے اکتوبر میں بھی فارم جاری کیا جا چکا ہے لہٰذا دسمبر تک فارم جمع کرا دیں۔

فہرست

پیش لفظ

الحمد لله ربّ العالمين و العاقبة للمتّقين و الصلوٰة و السلام علیٰ یا رسول الله ﷺ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو ربّ ہے تمام عالمین کا اور اچھی عاقبت پرہیز گاروں کے لئے ہے اور درود وسلام ہو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر۔

نسبت بدلنے کا معنی ہے کہ کسی کی نسبت اُس کے اصل باپ کے بجائے کسی دوسری شخص کی طرف کر دی جائے۔ جیسا کہ قبل از اسلام زمانۂ جاہلیت میں یہ طریقہ عام تھا کہ لے پالک کو پالنے والا شخص اس بچے کو اپنی طرف منسوب کرتا اور وہ بچہ بھی اپنے آپ کو پالنے والے کی طرف منسوب کرتا گویا وہ اس کو اپنا بیٹا بتاتا اور بچہ اسے اپنا باپ جانتا یہاں تک کہ پالنے والا اُس کو اپنی جائیداد میں شامل کرتا اور اپنی سگی اولاد کی طرح جانتا تھا۔

اگرچہ اسلام میں اس کی ممانعت کا حکم صادر ہو گیا اور اس فعل کو ناجائز قرار دے دیا گیا، لیکن یہی رسم و رواج علوم دینیہ سے بے التفاتی کے باعث مسلمانوں میں بھی زور پکڑتا گیا اور بعض لوگ اپنا نسب چھپانے لگے اور اپنی نسبت غیر باپ کی طرف کرنے لگے، بعض غیر سید حضرات اپنے آپ کو سید ظاہر کرنے لگے۔

اسی طرح وہ لوگ جو کہ بے اولاد ہوتے ہیں اور کسی کے بچے کو پالتے ہیں تو اپنی انا کی تسکین کی خاطر اس بچے کی نسبت اپنی طرف کر دیتے ہیں یہاں تک کہ بچے کے اسکول اور کالج کے سرٹیفکیٹ وغیرہا میں اصل والد کی جگہ اپنا نام لکھوا دیتے ہیں اور معاشرے کے آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کرنے کے ساتھ ساتھ اُس بچے کو بھی دھوکے میں رکھتے ہیں اور اس طرح گناہِ عظیم کے مرتکب ہوتے ہیں۔

اس پر قرآن مجید اور حدیث رسول اللہ ﷺ میں بھی واضح ممانعت موجود ہے کہ باپ کی جگہ کسی دوسرے کا نام لگانا جائز نہیں، جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''انہیں اُن کے باپ کا ہی کہہ کر پکارو جن سے وہ پیدا ہوئے یہ اللہ کے نزدیک زیادہ ٹھیک ہے''۔(سورۂ احزاب)

لہٰذا قرآنی فرمان سے ثابت ہو گیا کہ جب اسلام میں اس کی ممانعت ہے تو پھر جان بوجھ کر ایسا کرنے والا مجرم اور خطا کار ہے۔

دراصل ایسا کرنے والا صرف لوگوں کو ہی نہیں بلکہ اپنے آپ کو بھی دھوکے میں رکھتا ہے، بارہا دیکھا جاتا ہے کہ جب یہ راز کھل جائے تو پھر بچہ والدین کی طرف پلٹ جاتا ہے یا پھر وہ کسی بھی طرف کا نہیں رہتا۔ اسی صدمے میں اس کی ذہنی صلاحیت بھی مفلوج ہو جاتی ہے، بہرحال بحیثیت مسلمان ہمیں چاہئے کہ اس طرح کا جرم کرنے سے بچے رہیں اور لوگوں کو اس کی ترغیب دلائیں تاکہ اللہ اور رسول ﷺ کی نافرمانی سے بچ کر اپنی آخرت کی بہتری کا سامان بنایا جاسکے۔

اراکین جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان کی خواہش پر حضرت مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب نے اس پر ایک جامع اور مختصر رسالہ تحریر فرمایا، جس کو ادارہ اپنے سلسلہ مفت اشاعت کے 187 ویں نمبر پر شائع کر رہا ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کے طفیل ہم سب کی اس سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اسے خواص و عوام کے لئے نافع بنائے۔ آمین

سید محمد طاہر نعیمی

نسب بدلنے کا شرعی حکم

اسلام میں نسب بدلنے سے منع کیا گیا ہے، حکم دیا گیا کہ ہر شخص اپنی نسبت اپنے باپ کی طرف کرے، کسی کو بھی اُس کے آباء کے غیر کی طرف منسوب نہ کیا جائے، غیر سیّد اپنے آپ کو سیّد نہ بتائے اور غیر سادات کو سادات نہ کہا جائے، اِس ممانعت پر قرآن کریم اور حدیث شریف وارد ہے اور نبی ﷺ نے اِس پر وعیدیں بیان فرمائی ہیں۔

قرآن کریم

اسلام سے قبل لے پالک کو اپنی طرف منسوب کرنے اور انہیں اپنی اولاد بتانے کا عام رواج تھا اور لوگ بھی لے پالک کو پالنے والے کا بیٹا کہتے تھے، اور وہ بھی اپنے آپ کو پالنے والے کا بیٹا بتاتے تھے، اور ابتداءِ اسلام میں یہ معاملہ اسی طرح رہا۔ چنانچہ علامہ ابو الحسن علی بن خلف بن عبد الملک متوفی ۴۴۹ھ لکھتے ہیں:

إن أهل الجاهلية كانوا لا يستنكرون ذلك أن يتبنّى الرّجل منهم غير ابنه الذى خرج من صُلبه فنسب إليه ، و لم يزل ذلك أيضاً فى أوّل الإسلام (۱)

یعنی، بے شک اہلِ جاہلیت اِسے معیوب نہیں سمجھتے تھے کہ اپنے صُلبی بیٹے کے علاوہ کسی اور کو اپنا متبنّیٰ (لے پالک) بنالیں اور اُسے اپنی طرف منسوب کریں اور یہ اَمر اَول اسلام میں بھی جاری رہا۔

پھر اِس سے منع کر دیا گیا، چنانچہ امام شرف الدین حسین بن محمد طیبی متوفی ۷۴۳ھ (۲)

۱۔ شرح ابن بطال، کتاب الفرائض، باب "من ادّعى إلى غير أبيه و هو يعلم الخ"، ۳۸۳/۸

۲۔ شرح الطيبى، كتاب النكاح، باب اللعان، الفصل الأول، ۳۹۶/۶

اور ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ (۳) لکھتے ہیں:

قد کانوا یفعلونه فنهى عنه

یعنی، لوگ ایسا کیا کرتے تھے پھر اس سے روک دیا گیا۔

اور ممانعت کے لئے قرآن کریم میں جو حکم نازل ہوا، اُس کی ابتداء یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿مَا جَعَلَ اَدْعِيَاءَ كُمْ اَبْنَاءَ كُمْ﴾ الآية (٤)

ترجمہ: اور نہ تمہارے لے پالکوں کو تمہارا بیٹا بنایا۔ (کنز الایمان)

شانِ نزول

امام ابو عبداللہ محمد بن احمد قرطبی مالکی متوفی ۶۶۸ھ لکھتے ہیں کہ

قوله تعالیٰ ﴿مَا جَعَلَ اَدْعِيَاءَ كُمْ اَبْنَاءَ كُمْ﴾ أجمع أهل التفسير على أن هذا نزل في زيد بن حارثة، و روى الأئمة أن ابن عمر قال: ما كنّا ندعوا زيد بن حارثة إلا زيد بن محمد حتى نزلت ﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾ (٥)

یعنی، اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ "اور نہ تمہارے لے پالکوں کو تمہارا بیٹا بنایا" اہلِ تفسیر کا اِس پر اجماع ہے کہ یہ آیت حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی، اور ائمہ نے روایت کیا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا "ہم زید بن حارثہ کو نہیں پکارتے تھے مگر زید بن محمد" یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی (جس میں حکم ہوا کہ) "انہیں اُن کے باپ کا ہی کہہ کر پکارو (جن سے وہ پیدا ہوئے) یہ اللہ کے نزدیک زیادہ ٹھیک ہے"۔

۳۔ مرقات، كتاب النكاح، باب اللعان، برقم: ۳۳۱۵، ۶/۴۳۶

٤۔ الأحزاب: ۳۳/٤

٥۔ تفسير القرطبي، سورة الأحزاب، الآية: ٤، ۷/۱٤/۱۱۸

اور اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿مَا جَعَلَ اَدْعِیَاءَ کُمْ اَبْنَاءَ کُمْ﴾ کے بارے میں علماء کرام نے لکھا ہے کہ اِس میں دو احتمالات ہیں چنانچہ امام ابو منصور محمد بن محمد بن محمود ماتریدی سمرقندی حنفی متوفی ۳۳۳ھ لکھتے ہیں کہ

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ''اور نہ تمہارے لے پالکوں کو تمہارا بیٹا بنایا'' دو وجوہ کا احتمال رکھتا ہے اُن میں سے ایک یہ کہ تمہارے لے پالکوں کو آباء کی طرف نسب کے حق میں تمہارا بیٹا نہیں بنایا اور وہ جو کچھ واقعات میں ذکر کیا گیا ہے کہ جب کوئی شخص کسی کو اپنا بیٹا بنا لیتا تو وہ اُس کی اولاد کے ساتھ اُس کا وارث ہوتا اور یہی وہ شئ ہے جو لوگ زمانۂ جاہلیت میں کیا کرتے تھے (تو مطلب ہوگا کہ) جسے تم زمانہ جاہلیت میں مدد و نُصرت کے لئے اپنا بیٹا بناتے ہو انہیں اسلام میں تمہارا بیٹا نہیں بنایا۔

اور دوسری وجہ یہ ہے کہ تمہارے لے پالکوں کو نسبیت کے حق میں تمہارا بیٹا نہیں بنایا جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے کہ لوگ حضرت زید بن حارثہ کو زید بن محمد کہتے تھے۔(٦)

اور لے پالکوں کو اپنا بیٹا کہنا، یہ لوگوں کو اپنی بنائی ہوئی بات تھی جس کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہ تھا کہ کسی کو اپنا بیٹا بنانے سے وہ بیٹا نہیں بن جاتا، کسی کا نسب بدل دینے یا بدل لینے سے اُس کا نسب نہیں بدل جاتا، چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ذَالِکُمْ قَوْلُکُمْ بِاَفْوَاهِکُمْ﴾ الآية (٧)

ترجمہ: یہ تمہارے منہ کا کہنا ہے۔ (کنزالایمان)

اِس کے تحت امام ابو عبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ٦٦٨ھ لکھتے ہیں:

قوله تعالى: ﴿ذَالِکُمْ قَوْلُکُمْ بِاَفْوَاهِکُمْ﴾ ﴿بِاَفْوَاهِکُمْ﴾ تأكيد ببطلان القول، أي أنه قول لا حقيقة له في الوجود، إنما هو

٦۔ تأويلات أهل السّنة، سورة الأحزاب، الآية: ٤، ٤/ ١٠٠

٧۔ الأحزاب: ٣٣/ ٤

قول لسانیٌ فقط (۸)

یعنی، اللہ تعالیٰ کا فرمان ''یہ تمہارے منہ کا کہنا ہے'' میں ''بِاَفْوَاهِكُمْ'' (تمہارے منہ) لوگوں کے قول کے بُطلان کی تاکید ہے (کہ تمہارا کسی اور کے بیٹے کو بیٹا بنانا باطل ہے) یعنی یہ ایسا قول ہے کہ جس کے وجود کی کوئی حقیقت نہیں ہے وہ فقط زبانی قول ہے۔

اور حقیقت وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے چنانچہ ارشاد ہوا:

﴿وَ اللّٰهُ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَ هُوَ یَهْدِی السَّبِیْلُ﴾ (۹)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ حق فرماتا ہے اور وہی راہ دکھاتا ہے۔ (کنز الایمان)

پھر صریح حکم ہوا کہ اب تم انہیں اُن کے نسبی باپوں کی طرف منسوب کردو۔

چنانچہ امام قرطبی مزید لکھتے ہیں کہ

فأمر تعالیٰ بدعاء الأدعیاء إلی آبائهم للصّلب (۱۰)

یعنی، پس اللہ تعالیٰ نے لے پالکوں کو اُن کے صُلبی باپوں کی طرف منسوب کر کے پکارنے کا حکم فرمایا۔

چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾ الآیة (۱۱)

ترجمہ: انہیں اُن کے باپ کا ہی کہہ کر پکارو (جن سے وہ پیدا ہوئے۔ خزائن العرفان) یہ اللہ کے نزدیک زیادہ ٹھیک ہے۔ (کنز الایمان)

اس آیہ کریمہ میں ''اَقْسَطُ'' کا معنیٰ ''اَعْدَلُ'' ہے یعنی زیادہ عدل اور انصاف والی بات، تو مطلب یہ ہوگا کہ کسی آدمی کا اپنے آپ کو اپنے نسبی باپ کی طرف منسوب کرنا، باپ

۸۔ تفسیر القرطبی، سورة الأحزاب، الآیة: ٤، ٥، ٧/١٤/١٢٠، ١٢١

۹۔ الأحزاب: ٤/٣٣

۱۰۔ تفسیر القرطبی، سورة الأحزاب، الآیة: ٥، ٧/١٤/١٢١

۱۱۔ الاحزاب: ٥/٣٣

کے غیر کی طرف منسوب کرنے سے زیادہ عدل و انصاف والی بات ہے، اگر اس پر کوئی اعتراض کرے کہ اِس کا مطلب تو یہ ہوا کہ خود کو غیر باپ کی طرف منسوب کرنا بھی انصاف والی بات ہے اور زیادہ انصاف کی بات یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو نسبی باپ کی طرف منسوب کرے حالانکہ اپنے آپ کو باپ کے غیر کی طرف منسوب کرنا انصاف کی بات نہیں ہے بلکہ یہ ظلم ہے گُناہ ہے تو اِس کے جواب میں کہا جائے گا کہ اس آیہ کریمہ میں اسم تفصیل "اَقْسَطُ" مجازاً صفت مُشبّہ کے معنیٰ میں ہے اور یہاں زیادتی مراد نہ ہوگی بلکہ مراد صرف عادلانہ فیصلہ اور انصاف کی بات ہے۔

اس آیت میں اپنے نسب کی حفاظت کا حکم دیا گیا اور اس بات پر سختی فرمائی گئی کہ کوئی شخص دانستہ اپنے کو کسی غیر کا بیٹا نہ کہے اور نہ اپنا نسب کسی غیر کے ساتھ جوڑے۔

ناسخ و منسوخ

جیسا کہ عرض کیا گیا کہ اسلام سے قبل لے پالک کو اپنی طرف منسوب کرنے اور انہیں اپنی جائیداد میں وارث قرار دینے کا عام رواج تھا اور ابتداءِ اسلام میں بھی عمل اسی پر جاری تھا کہ جب تک اسلام میں اِس سے کوئی ممانعت وارد نہ ہوئی اِس پر عمل کی اجازت تھی پھر قرآن کریم میں اس کی اباحت کو منسوخ کر دیا گیا چنانچہ امام قرطبی لکھتے ہیں:

دليل على أن التبنّى كان معمولاً به فى الجاهليّة و الإسلام، يتوارث به و يتناصر، إلى أن نسخ الله ذلك بقوله: ﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾ أى أعدل، فرفع الله حكم التّبنّى، و منع من إطلاق لفظه، و أرشد بقوله إلى أن الأولىٰ و الأعدل أن يُنسب الرّجل إلى أبيه نسباً (١٢)

یعنی، اس پر دلیل کہ متبنّٰی (یعنی لے پالک بنانے) کا جاہلیت اور اسلام میں معمول تھا اور اُس کو وارث قرار دیا جاتا اور اُن سے مدد حاصل کی جاتی یہاں

١٢۔ تفسير القرطبى، سورة الأحزاب، الآية: ٥، ١١٩/١٤/٧

تک کہ اللہ تعالیٰ نے اِسے اپنے اِس فرمان سے منسوخ فرما دیا کہ ''انہیں اُن کے باپ کا ہی کہہ پر پکارو یہ اللہ کے نزدیک زیادہ ٹھیک ہے'' (تو یہ نسخ اس پر دلیل ہے کہ زمانۂ جاہلیت اور ابتداءِ اسلام میں اِس کا معمول تھا) اور ''اَقْسَطُ'' بمعنی ''اَعْدَلُ'' کے ہے پس اللہ تعالیٰ نے تبنّی کا حکم اُٹھالیا اور اور اُس کے لفظ کے اطلاق سے منع فرما دیا اور اپنے فرمان سے ہمیں راہ یہ دکھائی کہ اَولیٰ اور اَعدل یہ ہے کہ مرد کو اُس کے نسبی باپ کی طرف منسوب کیا جائے۔

اور اگر غلطی سے بلا ارادہ کہہ دیا جائے تو اس پر پکڑ نہیں ہے چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

﴿وَ لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ فِیْمَآ اَخْطَأْتُمْ بِهٖ﴾ الآیة (۱۳)

ترجمہ: اور تم پر اس میں کچھ گناہ نہیں جو نادانستہ تم سے صادر ہوا۔ (کنز الایمان)

جیسے کوئی کسی بزرگ یا استاد یا اپنے مرشد کو تعظیم کے طور پر باپ کہہ دے اور اِس سے اُس کی مراد یہ نہ ہو کہ وہ اُس کے نسب سے ہے اسی طرح کوئی بڑا کسی بچے کو ازراہِ شفقت بیٹا کہے یا کوئی استاد اپنے شاگرد کو، شیخ اپنے مرید کو شفقت کے طور بیٹا کہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ اُن کا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ وہ اسے اپنا صلبی بیٹا کہہ رہے ہیں۔

گُناہ تو اُس صورت میں ہے جب کسی کو جانتے ہوئے اپنا نسبی باپ سمجھ کر باپ بتائے جیسے لوگ اپنا نسب بدل لیتے ہیں۔ غیر سادات، سادات کہلواتے ہیں حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ وہ سادات سے نہیں ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ نسب بدلنا حرام ہے، اور اسی طرح کوئی شخص یہ جانتے ہوئے کہ یہ اُس کا بیٹا نہیں ہے اُسے اپنا صلبی بیٹا کہے یا بتائے، چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

﴿وَ لٰکِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُکُمْ﴾ الآیة (۱٤)

ترجمہ: ہاں وہ گُناہ ہے جو (ممانعت کے بعد) دل کے قصد سے کرو۔ (کنز الایمان)

پھر اہلبیت کی طرف نسبت کا جرم غیر اہلبیت کی طرف نسبت کے جرم سے بڑا ہے چنانچہ

۱۳۔ الأحزاب: ۵/۳۳

۱٤۔ الأحزاب: ۵/۳۳

امام قرطبی نے لکھا کہ حضرت مقداد بن اسود جو عمرو کے بیٹے تھے، اسود نے انہیں اپنا متبنّٰی (یعنی لے پالک) بنایا تھا اور وہ اُن ہی کے نام سے معروف تھے جب یہ حکم نازل ہوا تو آپ نے فرمایا کہ میں ابن عمرو ہوں لیکن لوگوں میں ابن اسود کے نام سے ہی معروف رہے اور کسی نے بھی انہیں مقداد بن اسود کہنے والے کو گنہگار قرار نہیں دیا، اِسی طرح حضرت سالم مولیٰ ابی حُذیفہ تھے جو اپنے باپ کے غیر کی طرف منسوب تھے اور اسی کے ساتھ مشہور تھے اور یہ حضرت زید بن حارثہ کے حال کے برخلاف ہے کیونکہ اُن کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ انہیں زید بن محمد کہا جائے، اگر کسی نے قصداً اس طرح کیا تو وہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ﴾ کی وجہ سے گُنہگار ہو گا۔(۱۵)

تو معلوم یہ ہوا کہ غیر سادات اقوام میں سے کوئی شخص کسی دوسری قوم کے ساتھ اپنا نسب جوڑے حالانکہ وہ اُن میں سے نہ ہو تو وہ ضرور مجرم ہے لیکن اُس سے بڑا مجرم وہ ہے جو غیر سیّد ہو کر سادات کرام کے ساتھ اپنا نسب جوڑتا ہے۔

حدیث شریف

نسب بدلنے یعنی اپنے آباء کے غیر کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنے کی ممانعت میں احادیث مبارکہ میں شدید وعید آئی ہے۔ اور اُن احادیث کو امام بخاری، مسلم، ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، احمد، دارمی، ابن ابی شیبہ، طبرانی، ابن الجعد اور نور الدین ہیثمی وغیرہم نے حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت ابوبکرہ، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت ابن عمر، حضرت ابن عمرو، حضرت ابن عباس، حضرت ابوہریرہ، حضرت انس بن مالک، حضرت ابوذر غفاری، حضرت عمرو بن خارجہ، حضرت ابوامامہ باہلی، حضرت معاذ بن انس اور حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے روایت کیا ہے۔

اب اُن احادیث مبارکہ کو بالترتیب ذکر کیا جاتا ہے اور اُن احادیث پر شارحین حدیث کا کلام، کلماتِ حدیث کی تشریح، قابل تاویل کلمات کی نشاندہی، اُن میں تاویلات واحتمالات

۱۵۔ تفسیر القرطبی، سورۃ الأحزاب، الآیۃ: ۵، ۷/۱۴/۱۲۰

اور اُن سے مستفاد احکام، مستند و معتمد ائمہ و علماء کے حوالے سے بیان کئے جائیں گے۔

نسب بدلنے والے پر جنت کا حرام ہے

حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ نے روایت کیا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

"مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ وَ هُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ" (۱۶)

یعنی، ''جس نے اپنا باپ کسی اور کو بنایا حالانکہ وہ جانتا ہے کہ اُس کا یہ باپ نہیں تو اُس پر جنت حرام ہے''۔

امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ روایت کرتے ہیں کہ ابوعثمان کہتے ہیں:

حدّثني سعد بن مالكٍ، قال سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَ وَعَاهُ قَلْبِي مِنْ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ أَنَّهُ قَالَ: "مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ، وَ هُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ" قَالَ: فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرَةَ فَذَكَرْتُ لَهُ، فَقَالَ: سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَ وَعَاهُ قَلْبِي مِنْ مُحَمَّدٍ ﷺ (۱۷)

یعنی، حدیث بیان کی مجھے حضرت سعد بن (ابی وقاص) مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہوں نے فرمایا کہ اسے حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے میرے دونوں کانوں نے سُنا اور دل نے یاد رکھا کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ''جس نے خود کو اپنے باپ کے غیر کی طرف منسوب کیا حالانکہ وہ جانتا ہے

۱۶۔ صحيح البخاري، كتاب الفرائض، باب: "من ادّعى إلى غير أبيه"، برقم: ۶۷۶۶، ۲۷۳/۴

۱۷۔ سنن أبي داؤد، كتاب الأدب، باب في الرّجل ينتمي إلى غير مَوَالِيهِ، برقم: ۵۱۱۳، ۲۱۲/۵

کہ یہ اُس کا باپ نہیں تو اُس پر جنت حرام ہے"۔ فرمایا پھر میں حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا اور میں نے اُن سے اِس کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے اِسے میرے دونوں کانوں نے سُنا اور دل نے یاد رکھا۔

"اور وہ اُسے جانتا ہے" کا معنی

حضور ﷺ کے ارشاد میں "وَهُوَ يَعْلَمُهُ" (حالانکہ وہ اسے جانتا ہے) کی قید مذکور ہے، علماء کرام نے لکھا ہے کہ اس قید کا یہ فائدہ ہے کہ وہ شخص گنہگار تب قرار پائے گا جب اُسے علم ہو کہ جس کی طرف وہ اپنی نسبت کر رہا ہے وہ اس کا حقیقی باپ نہیں ہے یا جس قوم کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتا ہے یا منسوب کیا جاتا ہے وہ اس قوم سے نہیں ہے جیسا کہ علامہ ابو العباس قرطبی کے حوالے سے پہلے گزرا اور اس کے بارے میں علامہ محمد امین ھرری نے لکھا کہ

"وَهُوَ" أي والحال أن ذلك الرّجل المنتسب لغير أبيه "يَعْلَمُهُ" أي يعلم أن ذلك الغير ليس أباه ووالده (۱۸)

یعنی، "اور وہ اُسے جانتا ہے" یعنی حال یہ ہے کہ بے شک وہ شخص جو اپنے باپ کے غیر کی طرف منسوب کیا گیا، اُسے جانتا ہے، یعنی جانتا ہے کہ وہ غیر اُس کا باپ ہے۔

اور دوسری جگہ لکھا کہ

قوله ﷺ: "وهو يعلم" تقييد لابدّ منه، فإن الإثم إنما يكون في حق العالم بالشيء (۱۹)

یعنی، حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان "حالانکہ وہ جانتا ہے" یہ ایک ضروری قید

۱۸۔ شرح صحیح مسلم للهرری، كتاب الإيمان، باب حكم إيمان من انتسب لغير أبيه الخ، ١٦٤ (٦٠) ٥٠٦/٢

۱۹۔ شرح صحیح مسلم للهرری ٢٠٧/٢

ہے بے شک گناہ تو صرف عالم بالشی کے حق میں ہے۔

اس لئے علماء کرام نے لکھا کہ علم ہوتے ہوئے غیر باپ کی طرف نسبت حرام ہے چنانچہ علامہ شرف الدین طیبی اور ملا علی قاری لکھتے ہیں:

والإدعاء إلى غير الأب مع العلم به حرام (٢٠)

یعنی، غیر باپ کی طرف نسبت باوجود اس کے کہ اُسے معلوم ہے کہ یہ باپ نہیں ہے حرام ہے۔

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت

امام محمد بن اسماعیل بخاری نے روایت کیا کہ ابو عثمان راوی کہتے ہیں:

فذكرتُ ذلك لأبي بكرة فقال: أَنَا سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَ وَعَاهُ قَلْبِي عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ (٢١)

یعنی، پس میں نے اِس کا حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا: اِسے رسول اللہ ﷺ سے میرے کانوں نے سُنا اور دل نے یاد رکھا۔

''جس نے خود کو غیر باپ کی طرف منسوب کیا'' کا مطلب

یعنی، ''جو اپنے باب کے سوا دوسرے کی طرف اپنی نسبت کرے'' یا ''جس نے خود کو غیر باپ کی طرف منسوب کیا'' یہ کلمات حضرت سعد بن أبی وقاص، ابو بکرہ، حضرت علی المرتضیٰ، ابن عمر، انس بن مالک، عمرو بن خارجہ اور حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی احادیث میں ہیں جبکہ حدیث أبی ذرّ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ''لیسَ مِنْ رَجُلٍ ادّعی لِغَیرِ أبیه'' ہے۔

عربی زبان میں وہ لڑکا جسے اپنے حقیقی باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کیا جائے اُسے ''الدّعی'' کہتے اُس کی جمع ''الأدعیاء'' ہے جو سورۃ (٣٣) احزاب کی آیت: ۴ میں

٢٠۔ شرح الطّيبي، كتاب النكاح، باب اللعان، الفصل الأول، ٤٣٦/٦

٢١۔ صحيح البخاري، كتاب الفرائض، باب "من ادّعى إلى غير أبيه"، برقم: ٦٧٦٧، ٢٧٣/٤

مذکور ہے اور اس کا مصدر ''الدّعوة'' ہے۔

اور ان کلمات کا مطلب حدیث ابن عباس سے واضح ہو جاتا ہے چنانچہ اس میں ہے:

"مَنِ انْتَسَبَ إِلٰى غَيْرِ أَبِيهِ"(٢٢)

یعنی، جو اپنے آپ کو اپنے باپ کے غیر کی طرف منسوب کرے۔

تو اس کا معنی ہے اپنے آپ کو غیر باپ کی طرف منسوب کرنا جیسا کہ امام محمد بن خلیفہ وشتانی اَبی مالکی متوفی ۸۲۸ھ (۲۳) اور علامہ محمد بن محمد بن یوسف سنوی مالکی متوفی ۸۹۵ھ (۲۴) لکھتے ہیں:

أيُّمَا رَجُلٍ ادَّعىٰ لغير أبيهِ، أى أنتسب

یعنی، جو آدمی اپنے آپ کو اپنے باپ کے غیر کی طرف منسوب کرے۔

اور غیر کو اپنا باپ بنالینا جیسا کہ علامہ محمد امین ہروی شافعی نے لکھا:

"إدّعى" إنتسب "لغير أبيه" ووالده أى انتسب إليه واتخذه أباً (٢٥)

یعنی، ''أدّعى'' کا معنی ہے انتساب کیا ''اُس نے اپنے باپ'' اور والد'' کے غیر کی طرف'' یعنی اُس کی طرف اپنے آپ کو منسوب کیا اور اُسے اپنا باپ بنالیا۔

۲۲۔ سنن ابن ماجة، برقم: ۲۶۰۹، ۲۶۳/۳

۲۳۔ إكمال إكمال المعلم: كتاب الإيمان، باب بيان حال من رغب عن أبيه الخ برقم: ۱۱۲۔(٦١) ۲۸۰/۱۱

۲٤۔ مكمل إكمال الإكمال، كتاب الإيمان، باب بيان حال من رغب عن أبيه الخ برقم: ۱۱۲(٦١)۲۸۰/۱۱

۲۵۔ شرح صحيح مسلم للهررى، كتاب الإيمان، باب حكم إيمان من انتسب لغير أبيه الخ برقم: ۱۲٤(٦٠)، ۵۰٦/۲

اور امام نووی سے نقل کرتے ہوئے لکھا کہ:

أی انتسب إليه واتخذه أباً (۲۶)

یعنی، اس کی طرف منسوب اور اُسے اپنا باپ بنالیا۔

اور اس میں علم ہونا شرط ہے جیسا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان ''وَ هُوَ يَعْلَمُ'' اور ''وَ هُوَ يَعْلَمُهُ'' سے ظاہر ہے اور حافظ ابوالعباس احمد بن عمر قرطبی متوفی ۶۵۶ھ (۲۷) اور علامہ محمد امین ہرری (۲۸) لکھتے ہیں:

أی انتسب لغیر أبیه رغبةً عنه مع علمه به

یعنی، اپنے باپ سے اعراض کرتے ہوئے اِس کے غیر کی طرف اپنی نسبت کی اس علم کے باوجود کہ یہ اس کا باپ نہیں ہے۔

صرف غیر باپ کی طرف نسبت کرنا ہی نہیں بلکہ اِس میں اپنے خاندان وقوم کے سوا دوسری قوم کی طرف اپنی نسبت کرنا بھی شامل ہے، چنانچہ علامہ شرف الدین حسین بن محمد بن عبداللہ طیبی متوفی ۷۴۳ھ (۲۹) اور اُن سے ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ (۳۰) لکھتے ہیں:

قوله: "من ادّعی" الدِّعوة بالکسر فی النّسب، وهو أن ینتسب الإنسان إلی غیر أبیه وعشیرته

یعنی، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ''من ادّعی'' الدّعوة فی النّسب یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو اپنے باپ اور کنبے کے غیر کی طرف منسوب کرے۔

۲۶۔ شرح صحیح مسلم للهرری، ۲/۲۰۷

۲۷۔ المفهم، کتاب الإیمان باب إثم من کفر مسلماً، برقم ۱،۵۱/۲۵۴

۲۸۔ شرح صحیح مسلم للهرری، کتاب الإیمان، باب حکم إیمان من انتسب لغیر أبیه الخ برقم: ۱۲۴ (۶۰)، ۲/۵۰۶

۲۹۔ شرح الطیبی، کتاب النکاح، باب اللعان، الفصل الأول، ۶/۳۹۶

۳۰۔ مرقات، کتاب النکاح، باب اللعان، الفصل الأول، برقم: ۳۳۱۵،۶/۴۳۶

اور اس میں دو باتیں پائی جائیں گی کہ وہ اپنے آباء کی طرف اپنی نسبت کو چھوڑے اور اُس نسبت کا انکار کر دے اور اُن کے غیر کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرے جیسا کہ قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی متوفی ۵۴۴ھ (۳۱) اور امام ابوزکریا یحیی بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ (۳۲) ''صحیح مسلم'' کے ایک باب کے عنوان ''من رغب عن أبیه'' (جو اپنے باپ سے اعراض کرے) کے تحت لکھتے ہیں:

یرید ترك الإنتساب إلیه وجحده وانتسب سواه یقال: رغبتُ عن الشيء ترکتُه و کرهتُه، ورغبتُ فیه أحببتُه وطلبتُه

یعنی، وہ اُس کی طرف (یعنی اپنے حقیقی باپ کی طرف) انتساب کے ترک اور اُس کے انکار کا ارادہ کرتا ہے اور اُس کے سوا کی طرف منسوب ہوتا ہے عربی زبان میں کہا جاتا ہے ''رغبتُ عن الشيء'' یعنی میں نے اُسے چھوڑ دیا اور اُسے مکروہ جانا اور کہا جاتا ہے رغبتُ فیه یعنی، میں نے اُسے محبوب رکھا اور اُسے طلب کیا۔

اور علماء کرام نے یہ بھی لکھا ہے کہ جو نہ اپنے آباء کی طرف اپنی نسبت کا انکار کرے اور نہ غیر کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرے بلکہ دوسرے لوگ اُسے اُس کے آباء کے غیر کی طرف منسوب کرتے ہوں اور وہ اُس پر راضی ہو تو وہ شخص بھی اِس حکم میں داخل ہوگا جیسا کہ محشّی صحاح ستہ علامہ نورالدین ابوالحسن محمد بن عبدالهادی سندھی حنفی متوفی ۱۱۳۸ھ لکھتے ہیں:

"من ادّعی إلی غیر أبیه" أی رضي بأنه ینسبه النّاس إلی غیر أبیه (۳۳)

۳۱۔ إکمال المعلم، کتاب الإیمان، باب بیان حال إیمان من رغب عن أبیه الخ ۳۱۹/۱

۳۲۔ شرح صحیح مسلم للنّووی، کتاب الإیمان، باب بیان حال إیمان من رغب عن أبیه الخ، ۱۔۲/۴۵

۳۳۔ فتح الوَدود فی شرح سنن أبی داوود، کتاب الأدب، باب الرّجل ینتمی إلی غیر ابیه، برقم: ۵۱۱۳، ۶۸۱/۴

یعنی، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ''جو شخص خود کو غیر باپ کی طرف منسوب کرے'' یعنی وہ اُس بات پر راضی ہو کہ لوگ اُسے اُس کے باپ کے غیر کی طرف منسوب کریں۔

حضرت سعد اور ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت

امام محمد بن اسماعیل بخاری (۳۴)، امام عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی متوفی ۲۵۵ھ (۳۵)، اور امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ (۳۶) روایت کرتے ہیں:

عن عاصم قال سمعتُ أبا عثمان قال: سمعتُ سعداً و أبا بكرة، فقالا: سَمِعْنَا النَّبيَّ ﷺ يقولُ: "مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيْهِ، وَ هُوَ يَعْلَمُ، فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ" (۳۷)

یعنی، عاصم سے روایت ہے، انہوں نے کہا میں نے ابو عثمانؓ سے سُنا، انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت سعد اور ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سُنا، دونوں نے فرمایا: ہم نے نبی کریم ﷺ سے سُنا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنا باپ کسی اور کو بنایا حالانکہ وہ جانتا ہے کہ اُس کا یہ باپ نہیں تو اُس پر جنت حرام ہے''۔

اور امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ (۳۸)، امام ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ

۳۴۔ صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب غزوة الطائف، برقم:٤٣٢٦، ٤٣٢٧، ١٠٠/٣

۳۵۔ سنن الدّارمي، كتاب السّير، باب في الذى ينتمي إلى غير مواليه، برقم:٢٥٣٠، ١٩٦/٢

۳۶۔ المسند:٤٦/٥

۳۷۔ و نقله التبريزى فى "مشكاته"، كتاب النكاح، باب اللعان، الفصل الأول، برقم:٣٣١٤، ١_٢/٦٠٨

۳۸۔ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان حالِ إيمان من رغب عن أبيه و هو يعلم، برقم:١١٥/١٣٢_ (٦٣) ص٥٩

متوفی ۲۷۳ھ (۳۹) اور امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ (۴۰) روایت کرتے ہیں:

عن عثمان عن سعدٍ و أبی بکرة، کِلاهُمَا یقول: سَمِعَتْهُ أُذُنایَ وَ وَعاهُ قَلْبِی، مُحمدًا ﷺ یَقُولُ: "مَنِ ادّعی إِلی غَیرِ أَبِیهِ وَ هُوَ یَعْلَمُ أَنَّهُ غیر أَبِیهِ، فَالْجَنَّةُ عَلَیهِ حَرَامٌ"۔ و اللفظ لمسلم

یعنی، عثمان نے حضرت سعد (بن ابی وقاص) اور ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بیان کیا دونوں نے فرمایا کہ اِسے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے ہمارے کانوں نے سُنا اور دل نے یاد رکھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جس نے اپنا باپ کسی اور کو بنایا حالانکہ وہ جانتا ہے کہ اُس کا یہ باپ نہیں تو اُس پر جنت حرام ہے"۔

امام مسلم کی دوسری روایت میں ہے:

عن أبی عثمان، قال: لَمَّا ادُّعِیَ زِیادٌ لَقِیتُ أَبا بَکْرَةَ فقُلْتُ لَهُ: مَا هٰذَا الَّذِی صَنَعْتُمْ؟ إِنِّی سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِی وَقَّاصٍ یَقُولُ: سَمِعَ أُذُنایَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَ هُوَ یَقُولُ: "مَنْ ادَّعی أَبًا فِی الْإِسْلامِ غیرَ أَبِیهِ، یَعْلَمُ أَنَّهُ غَیْرُ أَبِیهِ، فَالْجَنَّةُ عَلَیهِ حَرَامٌ"، فَقَالَ أَبُو بَکْرَةَ: وَ أَنا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ (۴۱)

یعنی، ابو عثمان بیان کرتے ہیں کہ جب زیاد کے بھائی ہونے کا دعویٰ کیا گیا تو میں نے حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی اور اُن سے کہا یہ تم

۳۹۔ سنن ابن ماجة، کتاب الحدود، باب "من ادّعی إلی غیر أبیه الخ"، برقم: ۲۶۱۰، ۲۶۳/۳، ۲۶۴

۴۰۔ المسند، ۱۷۴/۱

۴۱۔ صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان حال إیمان من رغب عن أبیه و هو یعلم، برقم: ۱۳۱/ ۱۱۴۔ (۶۳)، ص ۵۸

نے کیا کیا؟ میں نے تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سُنا انہوں نے فرمایا کہ میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو اپنے کانوں سے سُنا کہ آپ نے فرمایا ”جس نے اپنا نسب اپنے باپ کے سوا کسی اور شخص سے بیان کیا اُس پر جنت حرام ہے“ تو حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے یہی سُنا تھا۔

”جنت میں داخل نہ ہونے“ کا مطلب

نسب بدلنے والے، غیر باپ کی طرف اپنی نسبت کرنے والے کے لئے فرمایا گیا کہ اُس پر جنت حرام ہے وہ جنت میں داخل نہ ہوگا، اب دیکھنا یہ ہے کہ جنت میں داخل نہ ہونے کا مطلب کیا ہے؟

علماء کرام نے اس کے دو مطلب بیان کئے ہیں کہ اگر وہ نسب بدلنے کو حلال جان کر اس کا ارتکاب کرے گا تو جنت اُس پر حرام ہے اور یہ بھی بیان کیا کہ جب کامیاب لوگ جنت میں جائیں گے اس وقت یہ لوگ جنہوں نے اپنے نسب بدلے تھے جنت میں نہیں جائیں گے۔

اور امام ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:

ففيه تأويلان، أحدهما: أنه محمول على من فعله مستحلاً له، و الثّانى: أن جزاء ہ أنها محرّمة أوّلاً عند دخول الفائزين و أهل السّلامة (٤٢)

یعنی، پس اِس میں دو تاویلیں ہیں، اُن میں سے ایک یہ ہے کہ یہ اس پر محمول ہے جو حلال جانتے ہوئے اِس کا ارتکاب کرے، اور دوسری یہ کہ اُس کی سزا یہ ہے کہ اولاً کامیاب اور اہلِ سلامۃ کے جنت میں دخول کے وقت اِس کا اِرتکاب مُرتکِب کو دخولِ جنت سے محروم کرنے والا ہے۔

٤٢۔ شرح صحيح مسلم للنّووى، كتاب الإيمان، باب حال إيمان من رغب عن أبيه الخ، برقم: ١١٢۔ (٦١)، ١/٢/٤٥

امام شرف الدین حسین بن محمد طیبی شافعی متوفی ۷۴۳ھ (۴۳) اور ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ (٤٤) لکھتے ہیں:

أقول: معنى قوله: "فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ" على الأوّل ظاهرٌ، و على الثّاني تغليظ

یعنی، میں کہتا ہوں کہ حضور ﷺ کے فرمان کہ "اُس پر جنت حرام ہے" کا معنی پہلی وجہ پر تو ظاہر ہے اور دوسری وجہ تغلیظ (یعنی تشدید) ہے۔

اور شیخ محقق شیخ عبدالحق محدّث دہلوی حنفی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

ابن زجر و تشدید ست یا محمول بر استحلال ست یا مراد عدم دخول جنت ست با مقربان و سابقان (٤٥)

یعنی، یہ زجر اور تشدید ہے، یا اُس شخص کے بارے میں جو اِسے حلال جانے، یا مطلب یہ ہے کہ وہ مقربین و سابقین کے ساتھ جنت میں داخل نہ ہوگا۔

اور علامہ ابوالحسن سندھی حنفی لکھتے ہیں:

قوله: "فَالجنّة عليه حَرامٌ" أي إن استحلّ ذلك، أو محمول على الزّجر و التّغليظ للتنفير عنه (٤٦)

یعنی، حضور نبی ﷺ کا فرمان "اُس پر جنت حرام ہے" یعنی اگر اُسے حلال جانتا ہے تو اس پر جنت حرام ہے، یا یہ باپ سے نفرت کی وجہ سے زجر اور تغلیظ پر محمول ہے۔

ایک مسلمان جب اس قبیح فعل کا ارتکاب کرتا ہے تو اس سے یہی توقع کی جاتی ہے کہ وہ

٤٣۔ شرح الطيبي، كتاب النكاح، باب اللعان، الفصل الأول، ٣٩٦/٦

٤٤۔ مرقات، كتاب النكاح، باب اللعان، الفصل الأول، برقم: ٣٣١٥، ٤٣٦/٦

٤٥۔ أشعة اللمعات، كتاب النّكاح، باب اللّعان، الفصل الأول، ١٧٧/٣، ١٧٨

٤٦۔ حاشية السِّندي على الصحيح للبخاري، كتاب الفرائض، باب من ادّعى إلى غير أبيه، ٢٢٦/٤

اِسے حلال نہیں جانتا اس لئے کچھ علماء کرام نے اِس حدیث شریف کا دوسرا مطلب ہی بیان کیا جیسا کہ محشّی صحاح ستّہ علامہ نورالدین محمد بن عبدالہادی سندھی حنفی متوفی ۱۱۳۸ھ لکھتے ہیں:

و فیہ "من ادّعی إلی غیر أبیه فالجنة علیه حرام" أی دخوله ابتداءً حرام أن جزاء عمله أن لا یدخل ابتداءً (۴۷)

یعنی، اور اِس حدیث میں ہے "جس نے اپنا باپ کسی اور کو بنایا اُس پر جنت حرام ہے" یعنی اُس کا ابتداءً (جنت میں) دخول حرام ہے، بے شک اس کے عمل کی جزا یہ ہے کہ وہ ابتداءً داخل نہ ہو۔

اور لکھتے ہیں کہ

أی لا یستحق أن یدخل فیها ابتداءً (۴۸)

یعنی، وہ اِس کا مستحق نہیں کہ جنت میں ابتداءً داخل ہو۔

اور لکھتے ہیں کہ

أی لا یستحقه دخولها أوّلاً (۴۹)

یعنی، وہ اولاً جنت میں دخول کا مستحق نہیں ہے۔

اور دوسری تاویل کے مطابق جب اوّلاً نسب بدلنے والوں کو سزا کے طور پر دخولِ جنت سے روک دیا جائے گا پھر بعد میں انہیں جنت میں داخلہ کی اجازت دی جائے گی چنانچہ امام ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

ثم إن قد یجازی فیمنعها عند دخولهم ثم یدخلها بعد ذلك (۵۰)

۴۷۔ حاشیة السندی علی صحیح للبخاری، کتاب المغازی، باب غزوة الطائف، برقم: ۴۳۲۶، ۴۳۲۷، ۱۱۴/۳

۴۸۔ حاشیة السِّندی علی السُّنن لابن ماجة، برقم: ۲۶۱۰، ۲۶۳/۳

۴۹۔ فتح الوَدود شرح سنن أبی داؤد، کتاب الأدب، باب فی الرّجل ینتمی إلی غیر موالیه، برقم: ۵۱۱۳، ۶۸۱/۴، ۶۸۲

۵۰۔ شرح صحیح مسلم للنووی، کتاب الإیمان، باب حال إیمان، من رغب عن أبیه الخ، برقم: ۱۱۲۔ (۶۱)، ۴۵/۲/۱

یعنی، پھر یہ سزا دی جائے کہ کامیاب لوگوں کے جنت میں داخلے کے وقت انہیں روک دیا جائے پھر بعد میں جنت میں داخل کیا جائے۔

اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرما دے اُن سے مؤاخدہ ہی نہ فرمائے چنانچہ امام نووی شافعی لکھتے ہیں:

و قد لا يجازى يعفو الله سبحانه و تعالىٰ عنه و معنى حرام ممنوعة (٥١)

یعنی، اور یہ بھی ہو کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اُسے سزا ہی نہ دے بلکہ اُسے معاف فرما دے اور حدیث شریف میں مذکور لفظ ''حرام'' کا مطلب روکنا ہوگا۔

اور علامہ ابوالحسن سندھی حنفی لکھتے ہیں:

و أما فضل الله واسع، فيمكن أنه تعالىٰ بفضله يدخله ابتداءً لقوله تعالىٰ ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ﴾ الآية (٥٢)

یعنی، مگر اللہ تعالیٰ کا فضل واسع ہے تو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسے اپنے فضل سے ابتداءً جنت میں داخل فرما دے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ﴾

اور اِس تاویل کے راجح ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اہلسنّت کا مذہب یہ ہے کہ گناہوں کی وجہ سے کوئی شخص جنت سے محروم نہیں ہوتا چنانچہ قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی لکھتے ہیں:

تأويله على ما تقدم من أهل السنّة من أن الذّنوب لا تحرّم على أحد الجنّة البتّة، بل إن شاء الله تعالىٰ أخذ و عاقب و حرّمها للمذنب مدّة ثم يدخلها و إن شاء عفى، أو يكون

٥١۔ شرح صحيح مسلم للنووى، كتاب الإيمان، باب حال إيمان، من رغب عن أبيه الخ، برقم: ١١٢۔ (٦١)، ١/٢/٤٥

٥٢۔ حاشية السِّندى على الصحيح للبخارى، كتاب المغازى، باب غزوة الطائف، برقم: ٤٣٢٦، ٤٣٢٧، ٣/١١٥

تأويل الحديث لفاعله مستحلاً (٥٣)

یعنی، اِس (فرمان) کی تاویل وہی ہے جو اہلسنّت کی طرف سے پہلے گزری یہ ہے کہ گُناہ کسی پر جنت کو حرام نہیں کرتے، بلکہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو مواخذہ فرمائے، عذاب دے اور جنت گنہگار پر ایک مدّت کے لئے حرام فرما دے پھر اس میں داخل فرمائے اور اگر چاہے تو معاف فرما دے یا حدیث کی تاویل یہ ہے کہ یہ وعید حلال سمجھ کر اِس کا ارتکاب کرنے والے کے لئے ہے۔

جنت کی خوشبو نہیں پائے گا

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت

امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ روایت کرتے ہیں:

عن عبدالله بن عمر قال: قال رسول الله ﷺ: "مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ، فَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مَسِيرَةَ خَمْسِ مِائَةِ عَامٍ" (٥٤)

یعنی، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے اپنا باپ کسی اور کو بنایا وہ جنت کی بُو نہیں پائے گا بے شک جنت کی خوشبو پانچ سو سال کی دُوری سے پائی جاتی ہے"۔ (۵۵)

۵۳۔ إكمال المعلم، كتاب الإيمان، باب بيان حال من رغب عن أبيه الخ، ٣١٩/٢

۵۴۔ سنن ابن ماجة، كتاب الحدود، باب: "من ادّعى إلى غير أبيه" الخ، برقم: ٢٦١١، ٢٦٤/٣

۵۵۔ بعض روایات میں سات سو سال کا بھی ذکر ہے لیکن محفوظ یہی ہے کہ پانچ سو سال ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

خوشبو نہ پانے سے مراد

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ ''جس نے اپنا باپ کسی اور کو بنایا وہ جنت کی خوشبو نہ پائے گا'' تو جنت کی خوشبو نہ پائے سے مراد کیا ہے؟ اِس کے بارے میں شارحینِ حدیث کا کہنا ہے کہ یہ ابتداءً جنت میں داخل نہ ہونے سے کنایہ ہے یا اِس حدیث شریف سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنے ایمان اور اچھے اعمال کے بعد اللہ تعالیٰ کے کرم سے جنت میں چلا گیا تو بھی جنت کی خوشبو پانے سے محروم رہے گا، چنانچہ علامہ نور الدین محمد بن عبد الہادی سندھی حنفی متوفی ۱۱۳۸ھ ''لَمْ یَرِحْ رِیْحَ الْجَنَّةِ'' (جنت کی بو نہیں پائے گا) کے تحت لکھتے ہیں:

أی لم يشمّ ريحها، و هو كناية عن عدم الدّخول فيها ابتداءً، بمعنى أنه لا يستحقّ ذلك، و المعنى لا يجد لها ريحاً و إن دخلها (٥٦)

یعنی، اِس کا معنی ہے کہ جنت کی بو نہیں سونگھے گا اور یہ ابتداءً جنت میں عدم دخول سے کنایہ ہے اِس معنی میں ہے کہ وہ اِس کا مستحق نہ ہوگا اور معنی یہ ہے کہ جنت کی خوشبو نہیں پائے گا اگرچہ اُس میں داخل ہو جائے۔

نسب بدلنے کو کُفر فرمایا گیا

حضرت ابوذرّ غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں کہ

عن أبى ذرّ أنه سمع النّبىّ ﷺ يقول: "لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ ادّعىٰ لِغَيْرِ أَبِيهِ، وَ هُوَ يَعْلَمُهُ، إِلَّا كَفَرَ، وَ مَنِ ادّعىٰ قَوْمًا لَيْسَ لَهُ فِيهِمْ نَسَبٌ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ" (٥٧)

٥٦ـ حاشية السّندى على السّنن لابن ماجة، برقم: ٢٦١١، ٣/٢٦٤

٥٧ـ صحيح البخارى، كتاب المناقب، باب نسبة اليمن إلى إسماعيل، برقم: ٣٥٠٨، ٢/٤١٦

یعنی، حضرت ابوذرّ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ ''جو شخص بھی اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف نسب کا دعویٰ کرے (یا کسی اور نسب کی طرف خود کو منسوب کرے) حالانکہ وہ جانتا ہے (یہ نسبت غیر کی طرف ہے) وہ کافر ہو جائے گا اور جس نے کسی ایسی قوم کی طرف خود کو منسوب کیا جس میں اُس کا نسب نہیں وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنا لے۔

اور امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ کی روایت اس طرح ہے کہ

عن أَبِی ذَرٍّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: "لَيسَ مِنْ رَجُلٍ ادَّعَى لِغَيرِ أَبِيهِ وَ هُوَ يَعْلَمُهُ، إِلَّا كَفَرَ، وَ مَنِ ادَّعَى مَا لَيسَ لَهُ فَلَيسَ مِنَّا، وَ لْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ (۵۸)

یعنی، حضرت ابوذرّ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سُنا کہ ''جو کوئی اپنے باپ کے غیر کی طرف اپنی نسبت کرے حالانکہ وہ جانتا ہے (یہ نسبت غیر کی جانب ہے) وہ کافر ہو جائے گا اور جس نے ایسی چیز کا دعویٰ کیا جو اُس کے لئے نہیں ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور وہ اپنی جگہ دوزخ میں بنا لے۔

اور حدیث شریف میں ''لَيسَ مِنْ رَجُلٍ'' ہے اور اس میں ''مِنْ'' زائدہ ہے۔(۵۹)

اور احادیث نبویہ علیہ التحیۃ والثناء میں وارد حکم جس طرح مردوں کے لئے ہے اسی طرح

۵۸۔ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان حال إيمان من رغب عن أبيه، برقم: ۱۲۹/ ۱۱۲۔ (۶۱)، ص ۵۸

أيضاً المسند: ۵/ ۱۶۶

۵۹۔ ارشاد السارى، كتاب المناقب، باب بعد باب نسبة اليمن إلى إسماعيل عليه السلام، برقم: ۳۵۰۸، ۸/ ۱۹

عورتوں کے لئے بھی ہے چنانچہ امام شہاب الدین احمد قسطلانی شافعی (٦٠) اور علامہ محمد امین ہرری (٦١) نے لکھا کہ

مردوں سے تعبیر کرنا بطور غلبہ کے جاری ہوا ورنہ عورتوں کا بھی یہی حکم ہے۔

''وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے'' کا مطلب

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''جو اپنا کوئی اپنے باپ کے غیر کی طرف اپنی نسبت کرے تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے''، اِس میں آخری جملہ ''جہنم ٹھکانہ بنا ہے'' اِس سے مراد کیا ہے؟ تو اس کے بارے میں کہا گیا کہ وہ جہنم کا مستحق ہے کہ اُس نے اپنے کرتوت سے جہنم کو اپنے لئے واجب کرلیا، چنانچہ قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی متوفی ٥٤٤ھ لکھتے ہیں:

و قوله: "فليتبوّأ مقعده من النّار": أى استحق ذلك بقوله، و استوجبه لمعصية إلاّ أن يعفوا عنه (٦٢)

یعنی، اور حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ''چاہئے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے''، یعنی وہ اپنے قول سے اِس کا مستحق ہے اور اُس نے اپنی معصیت کے ذریعے اپنے لئے اُسے واجب کرلیا مگر یہ کہ اُسے معاف کردیا جائے۔

پھر یہ جملہ یا تو مرتکب کے خلاف دُعا ہے یا یہ اس کے انجام کی خبر ہے پھر اگر وہ نسب بدلنے کے حرام ہونے کا علم رکھتے ہوئے بھی اسے حلال جانتا ہے تو جہنم اُس کا ہمیشہ کے لئے ٹھکانہ ہے اور اگر حلال نہیں جانتا پھر یا تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اُسے معاف فرمادے

٦٠۔ إرشاد السارى، كتاب المناقب، باب بعد باب نسبة اليمن إلى إسماعيل عليه السلام، برقم:٣٥٠٨، ١٩/٨

٦١۔ شرح صحيح مسلم للهررى، كتاب الإيمان، باب حكم إيمان من انتسب لغير أبيه وهو يعلم الخ، برقم:١٢٤ (٦٠)، ٥٠٦/٢، ٥٠٧

٦٢۔ إكمال المعلم، كتاب الإيمان، باب بيان حال إيمان من رغب عن أبيه و هو يعلم، برقم:١١٢۔ (٦١)، ٣١٩/١

اور اُسے توبہ کی توفیق مرحمت فرمادے اور وہ گُناہ اُس سے ساقط ہو جائے ورنہ اُسے مخصوص مدّت کے لئے بطورِ سزا جہنم میں رکھا جائے۔ چنانچہ علامہ محمد امین ہرری شافعی نے لکھا کہ:

هذا دعاء عليه أو خبر بلفظ الأمر وهو أظهر القولين فيه، أى يكون مقعده ومنزله من النّار مخلّداً فيها إن استحلّ ذلك أو هذا جزائه إن جوزى على ذلك إن لم يستحلّ لأنه يجاز عليه إن لم يغفر له، وقد يُعفى عنه وقد يوفق للتّوبة فيسقط عنه ذلك (٦٣)

یعنی، یہ اُس مرتکب کے خلاف دعا ہے یا لفظِ اَمر کے ساتھ خبر ہے اور ان میں سے یہ قول اظہر القولین ہے، یعنی اس کا ٹھکانہ اور منزل اگر اُسے حلال جانتا ہے تو خُلود فی النّار ہے اور اگر اس گُناہ کے ارتکاب پر سزا دیا گیا تو یہ اُس کی سزا ہے اور اگر حلال نہیں جانتا کیونکہ اگر اُسے نہ بخشا گیا تو وہ اس پر سزا دیا جائے گا اور کبھی بخش دیا جاتا ہے اور توبہ کی توفیق مرحمت کیا جاتا ہے تو اس سے وہ گُناہ ساقط ہو جاتا ہے۔

''ہم میں سے نہیں'' کا مطلب

امام مسلم کی روایت میں ہے کہ ''جس نے ایسی چیز کا دعویٰ کیا جو اس کے لئے نہیں وہ ہم میں سے نہیں'' مستحلّ کے حق میں یہ کلمات اپنے ظاہر پر ہیں اور غیر مستحلّ کے لئے اس کا مطلب ہوگا کہ وہ حضور ﷺ کی ہدایت پر چلنے والا اور آپ کی سنّت پر عمل کرنے والا نہیں یا یہ کہ وہ اہلِ دین کے طریقے پر نہیں ہے۔ چنانچہ امام قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی متوفی ۵۴۴ھ لکھتے ہیں:

وقوله: "لَيسَ مِنّا" على ماتقدّم، أى ليس مهتديًا بهدينا

٦٣۔ شرح صحيح مسلم للهررى، كتاب الإيمان، باب بيان حكم إيمان من انتسب لغير أبيه الخ، ٥٠٨/٢

ولا مسّناً بسنّتِنَا (٦٤)

یعنی، حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ''وہ ہم میں سے نہیں'' کا مطلب بنا بر اُس کے جو پہلے گزرا ہے یہ کہ وہ ہماری ہدایت پر چلنے والا اور ہماری سنت پر عمل کرنا والا نہیں۔

اور حافظ ابو العباس احمد قرطبی متوفی ٦٥٦ھ لکھتے ہیں:

ظاهر التبرّی المطلق، فیبقی علی ظاهره فی حقّ المستحلّ لذلك علی ماتقدّم ویتأول فی حقّ غیر المستحلّ، بأنه لیس علی طریقة النّبیّ ﷺ ولا علی طریقة أهل دینه، فإن ذلك ظلم و طریقة أهل الدّین العدل، و ترك الظُّلم ویکون هذا کما قال: لَیْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الخُدُوْدَ وَشَقَّ الجُیُوْبُ" ویقرب منه "مَنْ لَمْ یأخذُ مِنْ شَارِبِهِ فَلَیْسَ مِنَّا" (٦٥)

یعنی ظاہر مطلق تبری (یعنی برأت) ہے اور یہ فرمان حلال جاننے والے کے حق میں اپنے ظاہر پر ہے اور حلال نہ جاننے والے کے حق میں اس کی تاویل کی جائے گی، اس طرح کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر نہیں ہے اور نہ ہی اہلِ دین کے طریقے پر ہے اور اہلِ دین کا طریقہ عدل ہے اور ترکِ ظُلم ہے اور یہ فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اِس فرمان کی طرح ہے جس میں آپ نے ارشاد فرمایا ''جس نے رُخسار پیٹے اور گریبان چاک کیے وہ ہم سے نہیں'' (٦٦) اِس کے قریب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے کہ ''جو اپنی مونچھوں سے نہ لے یعنی

٦٤۔ إکمال المعلم کتاب الإیمان، باب بیان حال إیمان من رغب عن أبیه الخ ٣١٩/١

٦٥۔ المفهم، کتاب الإیمان، باب إثم من کفّر مسلماً، برقم ١٥، ٢٥٤/١

٦٦۔ رواه البخاری برقم: ٣٥١٩، ومسلم، برقم: ١٠٣

انہیں نہ تراشے وہ ہم سے نہیں"۔(٦٧)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ٢٥٦ھ (٦٨)، امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ٢٦١ھ (٦٩) اور امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ٢٧٥ھ (٧٠) روایت کرتے ہیں کہ

عن عِراك بن مالكٍ أنه سَمِع أبا هريرةَ يقولُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قالَ: "لَا تَرْغَبُوا عَنْ آبائِكُمْ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ أَبِيْهِ فَهُوَ كُفْرٌ۔ و اللفظ لمسلم و نقله التّبريزى فى "مشكاته" فى كتاب النّكاح، باب اللّعان (٧١)

یعنی، عراک بن مالک نے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سُنا آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اپنے آباء کے نسب سے اِعراض نہ کرو (یعنی انکار نہ کرو) پس جس نے اپنے باپ کے نسب کا انکار کیا وہ کافر ہوگیا"۔

"اِعراض نہ کرو" کا مطلب

حدیثِ ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے کہ "اپنے آباء کے نسب سے اعراض نہ کرو" اِس سے مراد ہے کہ اپنے نسب کو اپنے آباء کے غیر کی طرف نہ پھیرو اور یہ زمانۂ جاہلیت کے کافروں کی عادات سے ہے اسلام میں جب اِس سے منع کردیا گیا تو مُرتکِب کے لئے وعیدیں

٦٧۔ رواه الترمذى برقم:٢٧٦٢

٦٨۔ صحيح البخارى، كتاب الفرائض، باب: "من ادّعى إلى غير أبيه" برقم:٦٧٦٨، ٤/٢٧٣

٦٩۔ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان حال إيمان من رغب عن أبيه الخ، برقم:١٣٠/١١٣۔ (٦٢)، ص٥٨

٧٠۔ المسند، ٢/٥٢٦

٧١۔ الفصل الأول، برقم:٣٣١٥، ١۔٢/٦٠٨

وارد ہوئیں۔

چنانچہ شارح صحیح البخاری حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

إنما المراد به من تحوّل عن نسبته لأبيه إلى غير أبيه عامداً مختاراً، و كانوا في الجاهلية لايستنكرون أن يتبنّى الرّجل ولد غيره ويصير الولد وينسب إلى الذي تبنّاه حتى نزل قوله تعالىٰ ﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾، وقوله سبحانه تعالىٰ ﴿وَمَاجَعَلَ اَدْعِيَآءَ كُمْ اَبْنَآءَ كُمْ﴾ فنسب كلّ واحدٍ إلى أبيه الحقيقي، وترك الانتساب إلى من تبنّاه۔ (۷۲)

یعنی، اِس سے مراد صرف یہ ہے کہ جو شخص اپنے باپ کی طرف نسبت کو اپنے اختیار کے ساتھ عمداً غیر باپ کی طرف پھیرے (تو وہ اِس وعید کا مستحق ہے جو اِس حدیث شریف میں مذکور ہے) اور زمانۂ جاہلیت میں لوگوں میں یہ معیوب نہ تھا کہ وہ غیر کے بیٹے کو متبنّیٰ بنالیں اور وہ اس (متبنّیٰ بنانے والے) کا بیٹا ہو جائے اور اُسی کی طرف منسوب ہو کہ جس نے اُسے متبنّیٰ بنایا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم نازل ہوا ''انہیں اُن کے باپوں کا کہہ کر پکارو یہ اللہ کے نزدیک زیادہ ٹھیک ہے'' اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نازل ہوا کہ ''یہ تمہارے لے پالکوں کو تمہارا بیٹا بنایا'' تو ہر ایک اپنے حقیقی باپ کی طرف منسوب کر دیا گیا اور متبنّیٰ بنانے والے کی جانب انتساب کو ترک کر دیا گیا۔

اور شیخ محقق شیخ عبدالحق محدِّث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

اعراض نکنید از پدرانِ خود بترک نسبت بایشان، کسیکہ اعراض کند از پدر خود وترک کند نسبت خود را بوے پس تحقیق کُفرانِ نعمت کرد و چہ نعمت کہ اصل ہمہ نعمتہاست (۷۳)

۷۲۔ فتح الباري، كتاب الفرائض، باب من ادّعى إلى غير أبيه، برقم ۶۷۶۸، ۱۱۔۱۲/۶۳

۷۳۔ أشعة اللمعات، كتاب النّكاح، باب اللعان، الفصل الأول، ۳/۱۷۸

یعنی، اپنے آباء سے اعراض نہ کرو اُن کی طرف اپنی نسبت کو ترک کر کے، جس نے اپنے باپ سے اعراض کیا اور اپنی اس کی طرف نسبت کو ترک کیا پس تحقیق اس نے کُفرانِ نعمت کیا، اس نعمت کا جو تمام نعمتوں کی اصل ہے۔

حضرت ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے کہ

عن عمرو بن شعيب عن أبيه، عن جدّه قال "كُفرٌ بِامْرِئٍ ادّعاءُ نَسَبٍ لَا يَعْرِفهُ، أَوْ جَحدُهُ، وَ إِنْ دَقَّ (٧٤)

یعنی، عمرو بن شعیب اپنے باپ سے، وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "آدمی کا ایسے نسب کی طرف انتساب کہ جسے وہ نہیں پہچانتا (یا وہ معروف نہیں) یا (اس کا اپنے) نسب کا انکار کرنا اگرچہ وہ چھوٹا (یعنی حقیر) ہو کُفر ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی اِس روایت کو امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ نے اپنی "مسند" (۷۵) میں اِن الفاظ سے روایت کیا:

عن عمرو بن شعيب بن أبيه، عن جدّه قال: قَال رسول الله ﷺ: "كُفرٌ تَبرّؤٌ مِنْ نَسَبٍ، وَ إِنْ دَقَّ، أوِ ادّعاؤُهُ إِلَى نَسَبٍ لَا يُعْرَفُ"

اور امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ۳۶۰ھ "معجم اوسط" (۷۶) میں اور "معجم صغیر" (۷۷) میں اِن الفاظ کے ساتھ مرفوعاً روایت کیا:

۷۴۔ سنن ابن ماجه، كتاب الفرائض، باب مَنْ أنكر ولده، برقم: ۲۷۴٤، ۳/۳۳۷ وقال محقّقه إسناده صحيح

۷۵۔ المسند: ۲/۲۱۵

۷۶۔ المعجم الأوسط، من اسمه محمود، برقم: ۷۹۱۹، ۲/۳۹، ۴۰

۷۷۔ المعجم الصّغير، من اسمه محمود، ۲/۱۰۸

"كُفرٌ بِامْرِیءٍ" ادّعاءُ هُ (و فی الصّغیر ادّعَا) إِلٰی نَسَبٍ لَا یُعْرَفُ، وَ جَحدُهُ، وَ إِنْ دَقَّ"

اور حافظ ابواحمد عبداللہ بن عدی متوفی ۳۶۵ھ نے "الکامل" (۷۸) میں اِن لفاظ کے ساتھ مرفوعاً روایت کیا:

"کَفرَ مَنِ ادَّعَی إِلٰی نَسَبٍ لَا یُعْرَفُ، أَوْ جَحدَهُ وَ إِنْ دَقَّ"

اور علامہ نورالدین ہیثمی متوفی ۸۰۷ھ نے "مجمع البحرین" (۷۹) میں اور "مجمع الزوائد" (۸۰) میں اِسے نقل کیا ہے۔

کافر ہونے کا مطلب

حدیث شریف میں نسب بدلنے، غیر آباء کی طرف انتساب کرنے کو کُفر قرار دیا گیا ہے اس میں بھی دو تاویلیں ہیں ایک یہ کہ نسب بدلنا جس سے قرآن میں ممانعت اور حدیث شریف میں اِس پر سخت وعیدیں وارد ہوئیں اُسے اگر حلال جانتا ہو تو کافر ہو جائے گا، دوسری یہ کہ اگر حلال نہیں جانتا تو مراد وہ کُفر نہیں ہوگا جو اُسے ملّتِ اسلام سے خارج کر دے بلکہ کُفرانِ نعمت مراد ہے یا عملِ کفار کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے اُس پر کفر کا لفظ بولا گیا چنانچہ امام ابوزکریا نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں جیسا کہ علامہ محمد امین ہرری نے اُن سے نقل کیا کہ

قال النووی: فیه تأویلات أحدهما: أنه فی حق المستحلّ، و الثانی: أنه کفر النّعمة و الإحسان و حق الله و حق أبیه، و لیس المراد الکفر الذی یخرجه عن ملّة الإسلام و هذا کقوله "یَکْفُرْنَ" ثم فسّره بکُفرانهنّ الإحسان و کُفران العشیر" (۸۱)

۷۸۔ الکامل لابن عدی، عمر بن شعیب (برقم:۳۱۴/۱۲۸۱)، ۲۰۴/۶

۷۹۔ مجمع البحرین، کتاب الإیمان، باب فی الکبائر، برقم: ۱۳۴، ۸۵/۱

۸۰۔ مجمع الزوائد، کتاب الإیمان، باب فیمن ادّعی غیر نسبه الخ، برقم:۳۴۸، ۱۲۷/۱

۸۱۔ شرح صحیح مسلم للهرری، کتاب الإیمان، باب حکم إیمان، من انتسب لغیر أبیه الخ، برقم: ۱۲۴۔ (۶۰)، ۵۰۷/۲

یعنی، امام نووی نے فرمایا: اِس میں تاویلیں ہیں، اُن میں سے ایک یہ ہے کہ یہ وعید حلال جاننے والے کے حق میں ہے اور دوسری یہ کہ یہ نعمت، احسان، اللہ تعالیٰ کے حق اور اپنے باپ کے حق کی ناشکری ہے اور وہ کُفر مراد نہیں ہے جو مرتکب کو ملّتِ اسلام سے خارج کر دیتا ہے اور حضور ﷺ کے فرمان ''یکفرن'' کی مثل ہے، پھر اس کی تفسیر عورتوں کی طرف سے احسان کی ناشکری اور اُن کی اپنے شوہروں کی ناشکری کے ساتھ کی ہے۔

اپنے باپ کو چھوڑ کر دوسرے کی طرف نسبت یا تو قذف (یعنی، تہمت زنا) ہے یا کذب (یعنی، جھوٹ) ہے یا والدین کی نافرمانی علماء کرام نے فرمایا کہ اِن میں سے کوئی چیز بھی کُفر نہیں ہے، لہٰذا ظاہر حدیث کو حلال جاننے والے پر محمول کیا جائے گا۔

اور امام محمد بن خلیفہ وشتانی اَبی مالکی متوفی ۸۲۸ھ (۸۲) اور علامہ محمد بن محمد بن یوسف سنوی حسنی مالکی متوفی ۸۹۵ھ (۸۳) لکھتے ہیں کہ اِس حدیث شریف میں تاویل کی ضرورت ہے:

لأن انتسابه لغير أبيه قذف، أو كذب، أو عقوق، و لا شئ من ذلك بكفر فيحمل أيضاً على المستحلّ، أو أنه أراد كفر النعمة أى حجدحق أبيه، أو أنه أطلق الكفر مجازًا لشبهه بفعل أهل الكفر لأنهم كانوا يفعلونه فى الجاهلية

یعنی، کیونکہ غیر باپ کی طرف انتساب تہمت ہے یا جھوٹ ہے یا نافرمانی ہے اور اِن میں سے کوئی چیز کُفر نہیں تو اِسے بھی (غیر آباء کی طرف انتساب کو) حلال جاننے والے پر محمول کیا جائے گا، یا یہ کہ حدیث شریف میں اس سے کُفرانِ نعمت یعنی اپنے حقیقی باپ کے حق کے انکار کا ارادہ کیا گیا یا یہ کہ

۸۲۔ إكمال إكمال المعلم، كتاب الإيمان، باب بيان حال من رغب عن أبيه و هو يعلم، برقم: ۱۱۲- (۶۱)، ۱/ ۲۸۰، ۲۸۱

۸۳۔ مكمّل إكمال الإكمال، كتاب الإيمان، باب بيان حال من رغب عن أبيه وهو يعلم، برقم: ۱۱۲- (۶۱)، ۱/ ۲۸۰

اس عمل کی اہلِ کُفر کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے مجازاً اُس پر کُفر کا اطلاق کیا کیونکہ وہ جاہلیت میں ایسا کرتے تھے۔

علامہ محمد امین ہرری نے لکھا کہ

ذلك المنتسب كفراً حقيقياً يخرجه عن الملّة إن استحلّ ذلك الانتساب، لأنه ما هو معلوم حرمته من الدّين ضرورةً، و إلا كفر كفراً بمعنى كُفران نعمة الأبوّة أى حجد حقّ أبيه، لأن انتسابه لغير أبيه إما قذف، أو كذب، أو عقوق و لا شئ من ذلك كُفرٌ، قال القرطبى: أو أنه أطلق الكفر مجازًا لشبهه بفعل أهل الكفر لأنهم كانوا يفعلونه بالجاهلية، و عبارته هنا (٨٤)

یعنی، اگر وہ غیر باپ کی طرف انتساب کو حلال جانتا ہے منتسب حقیقی کفر کا مرتکب ہو جائے گا جو اُسے مِلّت اسلامیہ سے نکال دے گا کیونکہ یہ وہ ہے کہ جس کی حُرمت ضروریات دین ہونا معلوم ہے ورنہ (یعنی اگر وہ اسے حلال نہیں جانتا تو) یہ کُفر بمعنی کفرانِ نعمت اُبوۃ ہے یعنی اس نے اپنے باپ کے حق کا انکار کیا، اُس کی ناشکری کی اِس لئے کہ اُس کا اپنے باپ کے غیر کی طرف انتساب یا تو قذف (تہمت) ہے یا جھوٹ ہے یا عقوق (نافرمانی) ہے اور اِن میں سے کوئی چیز بھی کُفر نہیں ہے، امام قرطبی نے فرمایا کہ یا یہ ہے کہ اہلِ کُفر کے فعل کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے اُس پر کُفر کا لفظ بولا گیا کیونکہ وہ زمانۂ جاہلیت میں اس طرح کیا کرتے تھے۔

اور علماء کرام نے یہ بھی لکھا ہے غیر آباء کی طرف انتساب کرنے والا اگر اس کے حلال ہونے کا اعتقاد رکھتا ہے تو اجماع کی مخالفت کی وجہ سے کافر ہوگا چنانچہ امام شرف الدین حسین

٨٤۔ شرح صحيح مسلم للهررى، كتاب الإيمان، باب بيان حكم إيمان من انتسب لغير أبيه الخ، ....

بن محمد طیبی شافعی متوفی ۷۴۳ھ (۸۵) اور ملاّ علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ (۸۶) لکھتے ہیں:

فمن اعتقد إباحته كفر لمخالفة الإجماع، [و من لم يعتقد إباحته ففي] فمعنى كفره و جهان، أحدهما: أنه قد أشبه فعله فعل الكفّار، و الثّاني: أنه كافر نعمة الإسلام

یعنی، پس جس نے اس (یعنی نسب بدلنے) کے مباح ہونے کا اعتقاد کیا وہ اجماع کی مخالفت کی وجہ سے کافر ہوا اور جو اُس کی اباحت کا اعتقاد نہ رکھے تو اس کے مرتکب کے کُفر کے معنی میں دو وجہیں ہیں، اُن میں سے ایک یہ کہ اس (نسب بدلنے والے) نے اپنا فعل کافروں کے فعل کے مشابہ کر دیا اور دوسرا یہ کہ وہ نعمتِ اسلام کی ناشکری کرنے والا ہے۔

شیخ الحدیث غلام رسول رضوی لکھتے ہیں:

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ انسان گُناہ کرنے سے کافر نہیں ہوتا اور حدیث میں اپنے والد کے غیر کی طرف اپنی نسبت کرنے کو کُفر قرار دیا گیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ مؤوّل ہے، تاویل یہ ہے کہ جو کوئی اپنے والد کے غیر کی طرف اپنی نسبت کو حلال اور جائز سمجھے وہ کافر ہے یا مراد کُفرانِ نعمت ہے، یا یہ مراد ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے حق اور اپنے والد کے حق کا انکار کر دیا یا زجر و تہدید کے لئے فرمایا، حدیث کا معنی یہ ہے کہ جو کوئی اپنی نسبت غیر کی طرف کرے یا اپنے آپ کو غیر خاندان میں شمار کرے اور اس کو جائز سمجھے وہ شخص کافر ہے اِس زمانہ میں دیکھنے میں آیا ہے بعض سادات کی طرف اپنی نسبت کر لیتے ہیں تا کہ عوام کی نگاہوں میں محترم ہوں وہ اِس حدیث کے مِصداق ہیں۔ (۸۷)

۸۵۔ شرح الطيبي، كتاب النكاح، باب اللعان، الفصل الأول، ۳۹۶/۶

۸۶۔ مرقات، كتاب النكاح، باب اللعان، الفصل الأول، برقم: ۳۳۱۵، ۴۳۶/۶

۸۷۔ تفهيم البخاري، كتاب المناقب، باب نسبة اليمن إلى اسماعيل عليه السلام، برقم: ۳۲۸۱، ۳۸۳/۵، ۳۸۴

اور حافظ ابو العباس احمد بن عمر قرطبی متوفی ۶۵۶ھ لکھتے ہیں:

فمن فعل ذلك مستحلاً فهو كافر حقيقةً تبقى الحديث على ظاهره، أما إن كان غير مستحلّ فيكون الكفر الذى فى الحديث محمولاً على كُفران النّعم و الحقوق فإنه قابل الإحسان بالأساءة، و من كان كذا صدق عليه اسم الكافر، و يحتمل أن يقال: أطلق عليه ذلك، لأنه تشبّه بالكفار أهل الجاهلية أهل الكبر و الأنفة فإنهم كانوا يفعلونه ذلك (۸۸)

یعنی، پس جس نے اُسے (یعنی نسب بدلنے کو) حلال جانتے ہوئے ایسا کیا تو وہ حقیقۃً کافر ہو جائے گا، (اس صورت میں) حدیث شریف اپنے ظاہر پر باقی رہے گی، اگر حلال نہیں جانتا تو جس کفر کا حدیث شریف میں ذکر ہے وہ کُفرانِ نِعَم اور کُفرانِ حقوق پر محمول ہوگا کیونکہ اس نے احسان کے مقابلے میں اساءت کی اور جو ایسا ہو اُس پر کفر کا اسم صادق آئے گا اور یہ بھی احتمال ہے کہ کہا جائے اس پر یہ لفظ بولا جائے گا کیونکہ اُس نے اہلِ جاہلیت، اہلِ کِبر کُفّار کے ساتھ مشابہت کی، بے شک وہ ایسا کیا کرتے تھے۔

حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی شافعی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

و إن ثبت ذلك فالمراد من استحلّ مع علمه بالتّحريم، و على الرّواية المشهورة فالمراد كفر النّعمة، و ظاهر اللفظ غير مرادٍ، و إنما ورد على سبيل التّغليظ و الزّجر لفاعل ذلك، أو المراد بإطلاق الكفر أن فاعله فَعَلَ فعلاً شبيهًا بفعل أهل الكفر (۸۹)

۸۸۔ المفهم، كتاب الإيمان، باب إثم من كفّر مسلماً، برقم: ۵۱، ۱/۲۵۴

۸۹۔ فتح البارى، كتاب المناقب، باب بعد باب نسبة اليمن إلى إسماعيل عليه السّلام، برقم: ۳۵۰۸، ۶/۸/۶۷۰

یعنی، اگر وہ ثابت ہو تو مراد وہ شخص ہوگا جو اس فعل کے حرام ہونے کا علم رکھتے ہوئے اسے حلال جانتا ہے اور روایت مشہورہ کی بنا پر مُراد کُفرانِ نعمت ہے اور ظاہر لفظ مراد نہیں ہے اور یہ صرف اُس حرام فعل کے مرتکب کے لئے تغلیظ و زجر کے طور پر وارد ہوا ہے یا یہ کہ اطلاقِ کُفر سے مراد ہے کہ اس کے فاعل نے ایسا عمل کیا ہے جو اہلِ کُفر کے عمل کے مشابہ ہے۔

اور حافظ شہاب الدین احمد قسطلانی شافعی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں:

و على ثبوتها مؤوّلة بالمستحلّ لذلك مع علمه التّحريم، أو ورد على سبيل التّغليظ و الزّجر لفاعله (۹۰)

یعنی، اس کے ثبوت کی بنا پر یہ نسب بدلنے کے حرام ہونے کا علم رکھنے کے باوجود اسے حلال جاننے والے کے ساتھ مؤوّل ہے یا یہ فاعل کے لئے بطورِ تغلیظ و زجر کے وارد ہوا ہے۔

اور علامہ احمد بن اسماعیل بن عثمان کورانی شافعی ثم حنفی متوفی ۸۹۳ھ لکھتے ہیں:

"وَهُوَ يَعْلَمُهُ إِلَّا كَفَرَ" إن اعتقد ذلك، أو كفر بنعمة الله، أو ذلك الفعل من أخلاق الكفّار (۹۱)

یعنی، حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان "و ھو یعلم إلا کفر" کا مطلب ہے کہ اگر اس (کے حلال ہونے) کا اعتقاد رکھتا ہے، یا یہ کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری کی یا یہ کہ یہ فعل (یعنی نسب بدلنا، غیر باپ کی طرف نسبت) کُفّار کے اخلاق سے ہے۔

غیر مستحلّ کے حق میں اس کی ایک تاویل یہ بھی ہے کہ یہ عمل کُفر تک پہنچانے والا ہے

۹۰۔ إرشاد السارى، كتاب المناقب، باب بعد باب نسبة اليمن إلى إسماعيل عليه السّلام، برقم:۳۵۰۸، ۱۹/۸

۹۱۔ الكوثر الجارى إلى رياض أحاديث البخارى، كتاب المناقب، باب نسبة اليمن إلى إسماعيل عليه السّلام، برقم:۳۵۰۸، ۳۵۳/۶

چنانچہ علامہ ابن حجر ہیتمی شافعی لکھتے ہیں:

و الكفر فيه بمعنى أن ذلك يؤدي إليه، أو استحل، أو كفر النّعمة (٩٢)

یعنی، اس میں کُفر اس معنی میں ہے کہ وہ (عمل) کُفر تک پہنچانے والا ہے، اسے حلال جانتا ہے (تو کافر ہے) یا اس نے کُفرانِ نعمت کیا۔

نسب بدلنے کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر فرمایا گیا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جسے امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ٣٦٠ھ نے ''معجم اوسط'' میں ان الفاظ سے روایت کیا کہ

عن أبي بكر يقول: قَال رسول الله ﷺ: ''كُفرٌ بِالله'': ادّعاءُ نَسَبٍ لَا يُعرَفُ، وَ كُفرٌ بِاللهِ، تَبرُّءٌ مِنْ نَسَبٍ وَ إِنْ دَقَّ (٩٣)

یعنی، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر ہے ایسے نسب کی طرف نسبت کرنا جو معروف نہیں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر ہے نسب سے برأت اگرچہ چھوٹا (یعنی حقیر) ہو''۔

اور ان الفاظ سے کہ

عن أبي بكر الصّديق قال: قال رسول الله ﷺ: ''مَنِ ادَّعَى نَسَبًا لَا يُعرَفُ كَفَرَ بِاللهِ، وَ انتِفَاءُ مِنْ نَسَبٍ وَ إِنْ دَقَّ كُفرٌ بِاللهِ (٩٤)

٩٢۔ الزواجر عن إقتراف الكبائر، برقم: ٢٩٣، ٢/١٠٠

٩٣۔ المعجم الأوسط، من اسمه إبراهيم، برقم: ٢٨١٨، ٢/٤٤

٩٤۔ المعجم الأوسط، من اسمه معاذ، برقم: ٨٥٧٥، ٦/٢٢١

یعنی، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ایسے نسب کی طرف نسبت کی جو معروف نہیں اُس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا اور نسب سے نفی اگرچہ چھوٹا (یعنی حقیر) ہو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر ہے''۔

اسی طرح امام طبرانی نے ''الدّعاء'' (۹۵) میں روایت کیا ہے۔

اور حافظ بزار نے ''اپنی مسند'' (۹۶) میں، اور امام حافظ نور الدین ہیثمی متوفی ۸۰۷ھ نے ''کشف الأستار'' (۹۷) میں اِن الفاظ سے مرفوعاً روایت کیا ہے:

''کُفرٌ بِاللّٰہِ تَبرّیءٌ مِنْ نَسَبٍ وَ إِنْ دَقَّ''

اور حدیث ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن دارمی متوفی ۲۵۵ھ نے اپنی ''سنن'' (۹۸) میں، حافظ ابو الحسن علی ابن الجعد متوفی ۲۳۰ھ نے اپنی ''مسند'' (۹۹) میں ان الفاظ سے موقوفاً روایت کیا کہ:

''کُفرٌ بِاللّٰہِ ادّعاءٌ إِلٰی نَسَبٍ لَا یُعْرَفُ، وَ کُفرٌ بِاللّٰہِ تَبرُّءٌ مِنْ نَسَبٍ وَ إِنْ دَقَّ''

یعنی، غیر معروف نسب کی طرف نسبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ کُفر ہے اور نسب سے برأت اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر ہے اگرچہ وہ چھوٹا (یعنی حقیر) ہو۔

اور امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ نے ''المصنّف'' (۱۰۰) میں ان

۹۵۔ کتاب الدّعاء، ذکر من لعنه الرسول ﷺ، برقم: ۲۱۴۳، ص ۵۸۷

۹۶۔ البحر الزّخار، برقم: ۷۰، ۱/۱۳۹

۹۷۔ کشف الأستار، کتاب الإیمان، باب من تبرّأ من نسبه، برقم: ۱۰۴، ۱/۷۰

۹۸۔ سنن الدّارمی، کتاب الفرائض، باب من ادّعی إلی غیر أبیه، برقم: ۲۸۶۱، ۲/۲۷۰

۹۹۔ مسند ابن الجعد، بقیة حدیث الأعمش، برقم: ۳۶۹۱، ص ۳۹۴

۱۰۰۔ المصنّف لابن أبی شیبه، کتاب الأدب، باب ما یکره الرّجل أن ینتمی إلیه الخ، برقم: ۲۶۶۳۳، ۱۳/۳۳۰، ۳۳۱

الفاظ سے موقوفاً روایت کیا:

قال أبو بکر: ”کَفَرَ مَن ادَّعَی نَسَباً لَا یُعْلَمُ وَ تَبَرَّأَ مِنْ نَسَبٍ وَ إِنْ دَقَّ“

حدیثِ ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اکثر روایات میں ”کُفرٌ بِاللّٰہِ“ (یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر ہے) اور ”کفر باللّٰہ“ (یعنی، اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا) مذکور ہے، اسی طرح حدیثِ اَبی ذرّ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت میں ”إلا کفر باللّٰہ“ یعنی ”جو کوئی اپنے باپ کے غیر کی طرف اپنی نسبت کرے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ یہ نسبت غیر کی جانب ہے تو اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا“ آیا ہے، یہ حدیث ابی بکر اور حدیث اَبی ذرّ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی یہ روایت اگر اسی طرح ہو تو غیر مستحلّ کے حق میں اس کی تاویل میں کہا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے جس کے نطفہ سے پیدا کیا تھا اُس شخص نے اس کا انکار کر کے کہا کہ مجھے اُس کے نہیں فلاں کے نُطفہ سے پیدا کیا گیا ہے گویا اُس نے اِس معاملہ میں اللہ تعالیٰ کا انکار کر دیا اور مستحلّ کے حق میں تاویل کی حاجت نہیں ہے جیسا کہ ہماری ذکر کردہ دیگر عبارات سے ظاہر ہے اور اس جواب کے قریب حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ کی بعض شُرّاحِ حدیث سے نقل کردہ یہ تاویل ہے، فرماتے ہیں:

قال بعض الشّرّاح: سبب إطلاق الکفر هنا أنه کذب علی اللّٰہ کأنه یقول: خلقنی اللّٰہ من ماء فلانٍ، و لیس کذلك لأنه إنما خلقه من غیره (۱۰۱)

یعنی، بعض شُرّاح نے فرمایا کہ یہاں اطلاقِ کُفر کا سبب یہ ہے کہ اس (یعنی اپنا نسب غیر سے جوڑنے والے) نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولا، گویا کہ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فلاں کے پانی (یعنی نطفہ) سے پیدا کیا حالانکہ ایسا نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے تو اُسے (جس کے پانی سے پیدا ہونے کا اس نے

۱۰۱۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری، کتاب الفرائض، باب: ”من ادّعی إلی غیر أبیه“ برقم: ۶۷۶۸، ۱۵/۱۲/۶۳

دعویٰ کیا ہے) اس کے غیر (کے پانی) سے پیدا کیا ہے۔

اور حدیثِ اُبی ذرّ رضی اللہ عنہ کا یہ جواب اس صورت میں ہے جب یہ اضافہ ثابت ہو اور یہ اضافہ امام بخاری اور امام مسلم کی روایات میں نہیں ہے اس لئے علماء کرام نے لکھا کہ اس اضافہ کا حذف ہی مناسب ہے، چنانچہ علامہ شہاب الدین احمد قسطلانی لکھتے ہیں:

و ليست هذه الزّيادة فى غير روايته و لا فى رواية مسلم و لا إسماعيلى فحذفها أوجه لما لا يخفى (١٠٢)

یعنی، یہ اضافہ اس روایت کے غیر میں نہیں ہے نہ مسلم کی روایت میں ہے اور نہ اسماعیلی کی روایت میں ہے لہٰذا اس کا حذف اَوجہ ہے اس لئے کہ اس کے حذف کا اَوجہ ہونا مخفی نہیں ہے۔

اور حدیث ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اکثر روایات میں یہ اضافہ مذکور ہے جب کہ بعض میں سے نہیں ہے اگر یہ اضافہ ثابت ہو اس کا وہی جواب ہوگا جو حدیث اُبی ذرّ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ضمن میں حافظ ابن حجر عسقلانی نے دیا۔

اور علماء کرام نے لکھا ہے کہ کُفر کا لغوی معنی ہے کہ کسی شئ کو ڈھانپنا تو کُفر باللہ کا معنی یہ ہوگا کہ اللہ عزّ وجلّ نے اُسے جس کا بیٹا بنایا اُس نے اُس میں اللہ عزّ وجلّ کے حق کو ڈھانپ دیا، چنانچہ شارح صحیح بخاری علامہ ابوالحسن علی بن خلف بن عبدالملک متوفی ۴۴۹ھ لکھتے ہیں:

فإن قيل: فتقول للرّاغب فى الانتماء إلى غير أبيه و مواليه كافر باللّٰه كما روى عن أبى بكر الصّديق أنه قال: كفر باللّٰه ادعاء نسب لا يعرف، و روى عن عمر بن الخطاب أنه قال: كان ممّا يقرء فى القران: "لا ترغبوا اباء كم فإنه كفر بكم" قيل: ليس معناه الكفر الذى يستحق عليه التخليد فى النّار، و إنما هو كفر لحقّ أبيه و لحقّ مواليه، كقوله فى النّساء:

١٠٢- إرشاد السّارى، كتاب الفرائض، باب: "من ادّعى إلى غير أبيه"، برقم: ٦٧٦٨، ١٩/٨

"يَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ" و الكُفر فى لغة العرب: التّغطية للشئ و السّتر له، فكأنه تغطية منه على حقّ الله عزّ وجلّ فيمن جعله ولداً، لا أن من فعل ذلك كافراً بالله حلال الدّم (۱۰۳)

یعنی، پس اگر کہا جائے کہ تم غیر باپ اور غیر مالک کی طرف انتساب میں رغبت رکھنے والے کو کہتے ہو اُس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کُفر کیا جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ "اُس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا جس نے غیر معروف نسب کی طرف اپنے آپ کو منسوب کیا" اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا "قرآن کریم میں جو پڑھا گیا ہے اُس میں یہ تھا کہ "اپنے آباء سے اعراض نہ کرو پس یہ کفر ہے" تو جواب میں کہا جائے گا کہ اِس کا معنی وہ کفر نہیں ہے کہ جس میں بندہ خُلود فی النّار کا مستحق ہوتا ہے، اور کُفر صرف باپ کے حق اور مالکوں کے حق کی وجہ سے ہے جیسا کہ نبی ﷺ کا عورتوں کے بارے میں فرمان ہے "يَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ" (یعنی اپنے شوہروں کی ناشکری کرتی ہیں) اور لغتِ عرب میں کُفر کا معنی ہے کسی شی کو ڈھانپنا اور اُسے چُھپانا، تو گویا اللہ تعالیٰ نے اُسے جس کا بیٹا بنایا اُس نے اُس میں اللہ عزّ وجلّ کے حق کو ڈھانپ دیا، یہ نہیں کہ جو اِس کا ارتکاب کرے گا وہ کفر باللہ کا مرتکب، حلال الدّم ہو جائے گا۔

نسب بدلنے والے پر لعنت فرمائی گئی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت

امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ روایت کرتے ہیں:

عن أنس بن مالك، قَالَ سمعتُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: "مَنِ

۱۰۳۔ شرح ابن بطال، كتاب الفرائض، باب "من ادّعى إلى غير أبيه الخ"، ۳۸۴/۸

ادَّعَى إِلٰى غَيْرِ أَبِيْهِ، أَوِ انْتَمَى إِلٰى غَيْرِ مَوَالِيْهِ، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ الْمُتَتَابِعَةِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ" (١٠٤)

یعنی، حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سُنا ''جس نے اپنا باپ کسی اور بنایا یا (جس غلام نے) اپنے آپ کو اپنے مولیٰ کے غیر کی طرف منسوب کیا تو اُس پر اللہ تعالیٰ کی قیامت تک لعنت ہے''۔

حضرت ابواُمامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں:

عن أبى أمامة الباهلى قال: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِى خُطْبَةِ حَجَّةِ الْوَدَاعِ: "وَ مَنِ ادَّعَى إِلٰى غَيْرِ أَبِيْهِ، أَوِ انْتَمَى إِلٰى غَيْرِ مَوَالِيْهِ، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ التَّابِعَةِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ الحديث (١٠٥)

یعنی، حضرت ابواُمامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرماتے سُنا کہ ''جس نے اپنا باپ کسی اور کو بنایا یا (جس غلام نے) اپنے مولیٰ کے غیر کی طرف اپنے آپ کو منسوب کیا تو اُس پر قیامت تک اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے''۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت

امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ (۱۰۶)، امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی

١٠٤۔ سنن أبى داؤد، كتاب الأدب، باب فى الرّجل ينتمى إلى غير مواليه، برقم:٥١١٥، ٢١٣/٥

١٠٥۔ سنن الترمذى، كتاب الوصايا، باب ما جاء "لا وصية لوارث" برقم: ٢١٢٠، ١٧٨/٣، ١٧٩

١٠٦۔ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب (٨٥) فى فضل المدينة الخ، برقم:٣٣٠٦/٤٦٧۔ (١٣٧٠)، ص ٦٣٢، ٦٣٣

متوفی ۲۷۹ھ (۱۰۷) اور امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ (۱۰۸) روایت کرتے ہیں:

عن إبراهيم التَّيُمىّ عن أبيه قال: خَطَبنَا عَلىٌّ بُنُ أَبِى طَالِبٌ فَقَالَ مَنُ زَعَمَ أَنَّ عِندَنَا شَيئًا نَقرَؤُهُ إِلَّا كِتَابَ اللّٰهِ وَ هٰذِهِ الصَّحِيفَةَ۔ قَالَ: وَ صَحِيفَةٌ مُعلَّقَةٌ فِى قِرَابِ سَيفِهِ۔ فَقَدُ كَذَبَ، فِيهَا أَسنَانُ الإِبِلِ وَ أَشيَاءُ مِنَ الجرَاحَاتِ، وَ فِيهَا قَالَ النَّبِىُّ ﷺ: ...... "وَ مَنِ ادَّعىٰ إِلىٰ غَيرِ أَبِيهِ، أَوِ انتَمىٰ إِلىٰ غَيرِ مَوَالِيهِ، فَعَلَيهِ لَعنَةُ اللّٰهِ وَ المَلَائِكَةِ وَ النَّاسِ أَجمَعِينَ، لَا يَقبَلُ اللّٰهُ مِنهُ يَومَ القِيَامَةِ صَرفًا وَ لَا عَدلًا"۔ واللفظ لمسلم

یعنی، ابراہیم تیمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا حالانکہ اُن کی نیام کے ساتھ ایک صحیفہ لٹکا ہوا تھا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس صحیفہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ ہمارے پاس کتاب اللہ (قرآن) اور صحیفہ کے علاوہ کوئی اور چیز ہے وہ شخص جھوٹا ہے، اِس صحیفہ میں تو اونٹوں کی عمروں کا بیان ہے اور کچھ زخمیوں کی دیت کا بیان ہے اور اُس میں یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: .... ''اور جس نے اپنے آپ کو اپنے باپ کے غیر کی طرف منسوب کیا یا جس غلام نے اپنے آپ کو اپنے مالک کے غیر کی طرف منسوب کیا اُس پر اللہ تعالیٰ کی، سب فرشتوں اور آدمیوں کی لعنت ہے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُس کا کوئی فرض قبول فرمائے گا اور نہ نفل''۔

۱۰۷۔ سنن الترمذی، کتاب الولاء و الھبة، باب ما جاء فیمن تولّی غیر موالیه الخ، برقم: ۲۱۲۷، ۳/۱۸۳، ۱۸۴

۱۰۸۔ المسند، ۱/۸۱

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت

امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ قزوینی متوفی ۲۷۳ھ روایت کرتے ہیں کہ

عن ابن عباس قال: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: "مَنِ انْتَسَبَ إِلٰی غَیْرِ أَبِیْہِ، أَوْ تَوَلّٰی غَیْرَ مَوَالِیْہِ، فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَ الْمَلَائِکَۃِ وَ النَّاسِ أَجْمَعِیْنَ" (۱۰۹)

یعنی، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جس نے اپنا نسب اپنے باپ کے غیر سے بیان کیا یا (جس غلام نے) اپنے مولیٰ کے غیر کی طرف اپنے آپ کو منسوب کیا اُس پر اللہ تعالیٰ اور سب فرشتوں اور آدمیوں کی لعنت ہے"۔

حضرت عمرو بن خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ (۱۱۰) اور امام عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی متوفی ۲۵۵ھ (۱۱۱) اور حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ۳۶۰ھ (۱۱۲) روایت کرتے ہیں کہ

عن عَمرِو بن خارجۃَ، قال: کُنْتُ تَحْتَ نَاقَۃِ النَّبِیِّ ﷺ، فَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ: "مَنِ ادَّعٰی إِلٰی غَیْرِ أَبِیْہِ، أَوِ انْتَمٰی إِلٰی غَیْرِ مَوَالِیْہِ رَغْبَۃً عَنْھُمْ فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَ الْمَلَائِکَۃِ وَ النَّاسِ أَجْمَعِیْنَ"۔ و اللّفظ للدّارمی و زاد الطّبرانی: "لَا یُقْبَلُ مِنْہُ

۱۰۹۔ سنن ابن ماجۃ، کتاب الحدود، باب: "من ادّعی إلی غیر أبیہ الخ" برقم: ۲۶۰۹، ۳/۲۶۳

۱۱۰۔ سنن الترمذی، کتاب الوصایا، باب ما جاء "لا وصیۃ لوارث"، برقم: ۲۱۲۱، ۳/۱۷۹، ۱۸۰

۱۱۱۔ سنن الدّارمی، کتاب السّیر، باب فی الذی ینتمی إلی غیر موالیہ، برقم: ۲۵۲۹، ۲/۱۹۶

۱۱۲۔ المعجم الکبیر، برقم: ۶۰ تا ۷۱، ۱۵۔۱۷/۳۲ تا ۳۶

صَرُفٌ وَ لَا عَدُلٌ"

یعنی، حضرت عَمرو بن خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی اونٹنی کے نیچے تھا تو میں آپ ﷺ کو فرماتے سُنا کہ "جو اپنے باپ کے سوا دوسرے کی طرف اپنے آپ کو نسبت کرے یا (جس غلام نے) اپنے آپ کو اپنے مولیٰ کے غیر کی طرف منسوب کیا اُن سے اعراض کرتے ہوئے تو اُس پر اللہ تعالیٰ، سب فرشتوں اور آدمیوں کی لعنت ہے"۔

"اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا فرض قبول کرے گا نہ نفل"۔

لعنت سے مراد

حدیث شریف میں نسب بدلنے والے کے لئے لعنت مذکور ہے، یہ لعنت اُس پر ہے جو اپنے آباء سے بیزاری ظاہر کرے اور اپنے آباء کے غیر کے نسب کا دعویٰ کرے جیسے غیر سیّد ہو کر سیّد ہونے کا دعویٰ کرے چنانچہ شارح صحیح البخاری علامہ ابوالحسن علی بن خلف بن عبدالملک متوفی ۴۴۹ھ لکھتے ہیں:

و إنما لعن النبیّ علیه السّلام المتبرّئ من أبیه و المدّعی غیر نسبه فیمن فعل ذلك فقد رکب من الإثم عظیماً و تحمل من الوزر جسیماً، و کذلك المنتمی إلی غیر موالیه (۱۱۳)

یعنی، حضور نبی کریم ﷺ نے صرف اُس پر لعنت فرمائی جو اپنے حقیقی باپ سے برأت ظاہر کرے اور حقیقی باپ کے غیر کے نسب کا مدّعی ہو، تو جس نے اِس طرح کیا تو اُس نے عظیم گُناہ کا ارتکاب کیا اور (گُناہ کا) بڑا بوجھ اُٹھا لیا، اسی طرح وہ غلام جو اپنے مالک کے غیر کی طرف اپنی نسبت کرے۔

اور لعنت کی وجہ یہ ہے کہ بندہ جب اپنے مولیٰ کی نعمت کی قدر نہیں کرتا، اس کی نعمتوں کی ناشکری پر اُتر آتا ہے تو ظالم قرار پاتا ہے اور ظالموں پر قرآن کریم میں لعنت مذکور ہے، چنانچہ

۱۱۳۔ شرح ابن بطال، کتاب الفرائض، باب من ادّعی إلی غیر أبیه الخ، ۳۸۳/۸

حافظ ابوبکر محمد بن عبداللہ ابن العربی مالکی متوفی ۵۴۳ھ لکھتے ہیں:

إذا كفر نعمة مولاه فقد صار ظالماً، و قد قال الله تعالىٰ ﴿أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ﴾ (هود: ۱۸) (۱۱۴)

یعنی، جب وہ اپنے مولیٰ کی نعمت کی ناشکری کرتا ہے تو وہ ظالم ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ﴾

اور لعنت کا معنی دھتکارنا اور دُور کرنا ہے، احادیث نبویہ علیہ التحیۃ والثناء میں نسب بدلنے والے کے لئے قیامت تک اللہ تعالیٰ کی لعنت متتابعہ مذکور ہے تو لعنت جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوگی تو معنی ہوگا کہ وہ اس بندے کو اپنی رحمت سے دُور فرما دیتا ہے، اور اسی طرح فرشتوں اور انسانوں کی لعنت بھی مذکور ہے، فرشتوں اور انسانوں کی لعنت میں دو احتمال ہیں، ایک یہ ہے کہ وہ اس شخص پر لعنت بھیجتے ہیں جیسا کہ ظاہر حدیث میں ہے، دوسرا احتمال یہ ہے کہ فرشتے چونکہ اہلِ ایمان کے لئے استغفار کرتے ہیں، بندہ جب اس جرم کا مرتکب ہو جاتا ہے اور اس پر نادم و پشیمان ہو کر توبہ نہیں کرتا تو وہ فرشتے اُس کے لئے استغفار ترک کر دیتے ہیں اور اسی طرح انسانوں کی لعنت میں دوسرا احتمال یہ ہے کہ انسان اس کام کو قبیح گردانتے ہوئے مرتکب کو چھوڑ دیتے ہیں چنانچہ حافظ ابوبکر ابن العربی لکھتے ہیں:

و اللعنة هي الطرد، فيكون المراد كما تقدم في وقت أو حالٍ أو شخصٍ أو على صفةٍ، و أما لعنة الملائكة فإنهم كانوا يستغفرون له، فقطعهم الإستغفار إبعاد له عنهم، و يجوز أن يحمل على ظاهره فيلعنونه، و أما لعنة الناس فهجرانهم، أو إطلاق اللعن له على ظاهر الحديث (۱۱۵)

۱۱۴۔ عارضة الأحوذي، كتاب الولاء، باب ما جاء فيمن تولّى غير مواليه الخ، برقم:۲۱۲۷، ۲۱۹/۸/۴

۱۱۵۔ عارضة الأحوذي، كتاب الولاء، باب ما جاء فيمن تولّى غير مواليه الخ، برقم:۲۱۲۷، ۲۱۹/۸/۴

یعنی، اور لعنت دُور کرنا ہے، دھتکارنا ہے تو جیسا کہ پہلے گزرا مراد ہوگی کسی وقت یا کسی حال میں یا کسی صفت پر (دُور کرنا یا دھتکارنا) اور ملائکہ کی لعنت یہ ہے کہ وہ اس کے لئے استغفار کرتے ہیں تو فرشتے اس شخص کی (اِس ممنوع فعل کے ارتکاب کے ذریعے) اُن سے دُوری کے سبب اس کے لئے استغفار قطع کردیتے ہیں اور یہ بھی جائز ہے کہ اس لعنت کو ظاہر پر محمول کرتے ہوئے کہا جائے کہ وہ اس پر لعنت بھیجتے ہیں، اور لوگوں کی لعنت اُن کا اس شخص کو چھوڑنا ہے یا ظاہر حدیث کی بنا پر اس کے لئے لعنت کا اطلاق ہے (یعنی لوگ اُن پر لعنت کرتے ہیں)۔

نسب بدلنے والے پر اللہ تعالیٰ نظر رحمت نہیں فرمائے گا

حضرت معاذ بن انس جُہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ نے روایت کیا کہ

عن سهل بن معاذ عن أبيه عن النبي ﷺ أنه قال: "إِنَّ لِلّٰهِ تبارك و تعالى عِبَادًا لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَ لَا يُزَكِّيهِمْ، وَ لَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ"، قِيلَ: مَنْ أُولٰئِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: "مُتَبَرِّءٌ مِنْ وَالِدَيْهِ، رَاغِبٌ عَنْهُمَا، وَ مُتَبَرِّءٌ مِنْ وَلَدِهِ، وَ رَجُلٌ أَنْعَمَ عَلَيْهِ قَوْمٌ فَكَفَرَ نِعْمَتَهُمْ، وَ تَبَرَّأَ مِنْهُمْ" (۱۱۶)

یعنی، سہل بن معاذ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں، انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نہ اُن سے کلام فرمائے گا اور نہ انہیں پاک فرمائے گا اور اُن کی طرف نظر رحمت فرمائے گا"، عرض کیا گیا یا رسول اللہ یہ

۱۱۶۔ المسند: ۳/ ٤٤٠

لوگ کون ہیں؟ فرمایا کہ ''اپنے والدین سے برأت کا اظہار کرنے والا، اُن سے اعراض کرنے والا اور اپنی اولاد سے برأت کا اظہار کرنے والا اور وہ شخص جس پر کسی قوم نے انعام کیا پس اُس نے اُن (انعام واحسان کرنے والوں) کی نعمت کی ناشکری کی اور اُن سے برأت کا اظہار کیا''۔

اِس حدیث شریف کو امام ابو القاسم طبرانی متوفی ۳۶۰ھ نے بھی "المعجم الکبیر" (۱۱۷) میں یحییٰ بن ایوب کلاهما عن زبان ابن فائدة و بھذا الإسناد کے طریق سے روایت کیا ہے۔

اپنے آپ کو غیر باپ کی طرف منسوب کرنا، حقیقی باپ سے برأت اور اس سے اعراض ہے، اسی طرح نسب بدلنا اپنے آباء سے برأت اور اُن سے اعراض ہے اور حدیث شریف میں برأت اور اعرض سے منع کیا گیا اور ارتکاب کرنے والوں کے لئے یہ وعیدیں بیان کی گئیں کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ نہ اُن سے کلام فرمائے گا اور نہ انہیں ستھرا رکھے گا اور نہ اُن پر نظر رحمت فرمائے گا۔

اور اس میں بھی وہی تاویلیں ہیں جو پہلے ذکر کی جاچکیں کہ اگر کوئی شخص اس برأت و اعراض کے حرام ہونے کا علم رکھتے ہوئے اسے حلال جانتا ہے تو حدیث شریف اپنے ظاہر پر رہے گی اور اگر حلال نہیں جانتا تو یہ کلمات صرف اس حرام فعل کے مرتکب کے لئے بطور تغلیظ و زجر وارد ہوئے۔

اور علمائے کرام نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ کا ان سے کلام نہ فرمانا شدّتِ غضب سے کنایہ ہے، چنانچہ علامہ ابو الحسن سندھی لکھتے ہیں:

قوله: "لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ": كِنايَة عن شدّة الغضب۔

اور ''انہیں ستھرا نہیں کرے گا'' کا مطلب ہے کہ انہیں گناہوں کے میل سے پاک نہیں کرے گا اور ''ان کی طرف نہیں دیکھے گا'' کا مطلب ہے کہ نظرِ رحمت نہیں فرمائے گا ورنہ کوئی

۱۱۷۔ المعجم الكبير، ۱۹۵/۲۰، برقم: ۴۳۷ و قال فيه: عن سهل بن معاذ بن أنس عن أبيه

بھی اس سے پوشیدہ نہیں۔(۱۱۸)

نسب بدلنا بہت بڑا بہتان ہے

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں:

عبد الواحد بن عبدالله النّصري قال: سَمِعْتُ وَاثِلَةَ بْنَ الْأَسْقَعِ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "إِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الْفِرَى أَنْ يَدَّعِيَ الرَّجُلُ إِلَى غَيْرِ أَبِيْهِ" الخ (۱۱۹)

یعنی، عبدالواحد بن عبداللہ النصری نے بیان کیا کہ میں نے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہت بڑا بہتان یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی نسبت اپنے والد کے غیر کی طرف کرے'' الخ۔

اور وہ اس طرح کہ اس سے بڑا بہتان اور کیا ہوگا کہ آدمی اپنے خالق پر بہتان باندھے کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے جس کے نطفے سے پیدا فرمایا وہ کہتا ہے کہ نہیں اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کے نہیں فلاں کے نطفے سے پیدا کیا ہے، اسی طرح اپنے باپ پر بھی بہتان ہے کہ میں نے تیرے نہیں فلاں کے نطفے سے پیدا ہوا ہوں، اسی طرح ماں پر بھی یہ عظیم بہتان ہے۔

۱۱۸۔ تحقیق مسند امام احمد، ۳۹۸/۲۴

۱۱۹۔ صحيح البخاری، كتاب المناقب، باب بعد باب نسبة اليمن إلى إسماعيل، برقم: ۳۵۰۹، ۴۱۶/۲، ۴۱۷

ذکر کردہ احادیث نبویہ علیہ التحیۃ والثناء میں وعیدیں

علماء اسلام نے ارشاداتِ نبویہ علیہ التحیۃ والثناء میں وارد کلمات کی جو توجیہات و تاویلات اور اُن میں پائے جانے والے احتمالات ذکر کئے وہ اپنی جگہ درست ہیں، اس میں کوئی کلام نہیں ہے لیکن ایک مسلمان کو چاہئے کہ وہ نسب بدلنے والوں، غیر آباء کی طرف اپنی نسبت کرنے والوں کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو وعیدیں ارشاد فرمائی ہیں انہیں مدنظر رکھے، اور اس قبیح و شنیع عمل کی گرد سے بھی اپنے آپ کو بچائے اور اُن کا خلاصہ درج ذیل ہے:

۱۔ بہت بڑا بہتان ہے۔

جیسا کہ امام بخاری نے اِسے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

۲۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس سے کلام نہیں فرمائے گا۔

۳۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انہیں پاک نہیں فرمائے گا۔

۴۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُن پر نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔

جیسا کہ امام احمد نے انہیں حضرت انس جُہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد سے روایت کیا ہے۔

۵۔ اُس پر جنت حرام ہے۔

جیسا کہ امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، دارمی اور احمد نے اِسے حضرت سعد بن اُبی وقاص، اور حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

۶۔ وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا۔

جیسا کہ امام ابن ماجہ نے اِسے حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔

۷۔ اُس پر قیامت تک اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

جیسا کہ امام ابوداوود اور امام ترمذی نے اِسے حضرت انس بن مالک اور ابواُمامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

۸۔ اُس پر خود اللہ تعالیٰ اور سب فرشتوں اور آدمیوں کی لعنت ہے۔

جیسا کہ امام مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، نے اسے حضرت علی المرتضیٰ، ابن عباس اور حضرت عمر بن خارجہ، رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

۹۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کا کوئی فرض قبول نہیں فرمائے گا اور نہ نفل۔

جیسا کہ امام مسلم، ترمذی اور طبرانی نے اِسے حضرت علی المرتضی اور عمر بن خارجہ رضی اللہ عنہما کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

۱۰۔ وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

جیسا کہ امام مسلم اور امام احمد نے اِسے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

۱۱۔ وہ کافر ہو جائے گا۔

جیسا کہ امام بخاری، مسلم، ابوداؤد اور احمد نے اِسے حضرت ابوذر اور حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث سے روایت کیا ہے

۱۲۔ نسب کا انکار کُفر ہے۔

جیسا کہ امام ابن ماجہ، احمد، طبرانی اور ابن عدی نے اِسے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

۱۳۔ آدمی کا ایسے نسب کی طرف اپنی نسبت کرنا جو معروف نہیں، کفر ہے۔

امام ابن ماجہ، احمد، طبرانی اور ابن عدی نے اِسے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

۱۴۔ ایسے نسب کی طرف نسبت کرنا جو معروف نہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کُفر ہے۔

جیسا کہ امام طبرانی، ابن الجعد نے اسے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

۱۵۔ نسب سے برأت اللہ تعالیٰ کے ساتھ کُفر ہے۔

جیسا کہ امام طبرانی، بزار اور ابن الجعد نے اِسے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

۱۶۔ نسب کی نفی کرنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کُفر ہے۔

جیسا کہ امام طبرانی نے اسے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

۱۷۔ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے۔

جیسا کہ امام بخاری و مسلم نے اِسے حضرت ابو ذرّ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

حکم

علماء اسلام نے قرآن کریم کی آیات اور حضور ﷺ کے ارشادات کو سامنے رکھتے ہوئے نسب بدلنے کو غیر باپ کی طرف اپنی نسبت کرنے کو حرام و گُناہ لکھا ہے اور اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے، شارح بخاری شیخ الاسلام علامہ بدرالدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ (۱۲۰) اور شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی متوفی ۸۵۲ھ (۱۲۱) "صحیح البخاری" کی حدیث (۱۲۲) کے تحت لکھتے ہیں:

و فی الحدیث تحریم الانتفاء النّسب المعروف، و الإدعاء إلی غیرہ

یعنی، اور حدیث شریف میں معروف نسب کی نفی اور اپنے آپ کو حقیقی باپ کے غیر کی طرف منسوب کرنے کا حرام ہونا مذکور ہے۔

۱۲۰۔ عمدۃ القاری، کتاب المناقب، باب نسبۃ الیمن إلی إسماعیل علیہ السّلام، برقم:۳۵۰۸، ۲۵۹/۱۱

۱۲۱۔ فتح الباری، کتاب المناقب، باب نسبۃ الیمن إلی إسماعیل علیہ السّلام، برقم:۳۵۰۸، ۶۷۰/۶/۸

۱۲۲۔ صحیح البخاری، برقم:۳۵۰۸

شارح بخاری علامہ شریف الحق امجدی لکھتے ہیں:

جان بوجھ کر سب کو بدلنا حرام و گُناہ ہے یہاں تک کہ اِس حدیث میں اُسے گُفر تک فرمایا ہے، نسب بدلنے کی دو صورتیں ہیں ایک نفی یعنی اپنے باپ کے نسب سے انکار کرنا، دوسرے اثبات یعنی جو باپ نہیں اُسے اپنا باپ بتانا دونوں حرام ہیں جیسا کہ آج کل رواج پڑ گیا ہے بڑی آسانی سے لوگ اپنے آپ کو سید کہنے اور کہلانے لگ جاتے ہیں حالانکہ حقیقت میں وہ سیّد نہیں غالباً یہ بیماری پہلے بھی رائج تھی۔(۱۲۳)

اور امام جمال الدین عبدالرحمٰن بن علی ابن الجوزی متوفی ۵۹۷ھ نے اپنے ایک رسالہ میں والدین سے اعراض اور غیر باپ کی طرف نسبت کو گُناہ قرار دیا اور ''مسند امام احمد'' اور ''صحیحین'' سے احادیث نبویہ علیہ التحیۃ والثناء ذکر کی ہے۔(۱۲۴)

اور امام ذہبی نے اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے جیسا کہ اُن کی کتاب ''الکبائر'' میں ہے۔

اور علامہ ابن حجر ہیتمی شافعی نے بھی اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے۔(۱۲۵)

اور لکھا ہے کہ یہ حکم ان احادیث صحیحہ سے صریح ہے اور واضح جلی ہے اگرچہ میں نے نہیں دیکھا کہ کسی نے اس کی تصریح کی ہو۔

۱۲۳۔ نزھة القاری شرح صحیح بخاری، کتاب المناقب، حدیث: ۱۸۵۳، ۱۹/۷

۱۲۴۔ بِرُّ الوالدین و صلة الرَّحم، فصل فیمن تبرّأ من والدیه الخ، و فصل إثم من ادّعی إلی غیر أبیه، ص ۶۱، ۶۲

۱۲۵۔ الزّواجر عن اقتراف الکبائر، الکبیرة الثانیة و الثالثة و التسعون بعد المائتین، ۹۹/۲، ۱۰۰

ماخذ و مراجع

١۔ **إرشاد الساری** (شرح صحیح البخاری)، للقسطلانی، أبی العباس شهاب الدین احمد (ت٩٢٣ھ)، دار الفکر، بیروت ١٤٢١ھ۔ ٢٠٠٠م

٢۔ **أشعةُ اللّمعَات**۔ للدّهلوی، الشّیخ عبد الحق بن سیف الدّین المحدّث (ت١٠٥٢ھ)، المکتبة النُّوریة الرّضویة، سکهر، باکستان ١٩٧٦م

٣۔ **إکمال المُعلم بفوائد المسلم**، للإمام الحافظ أبی الفضل عیاض بن موسیٰ الیحصبی، (ت٥٤٤ھ)، تحقیق الدّکتور یحیٰ إسماعیل، دارالوفاء، المنصورة، الطّبعة الأولیٰ ١٤١٩ھ، ١٩٩٨م

٤۔ **إکمال إکمال المُعلّم**۔ لآبی، الإمام محمد بن خلیفة الوشتانی المالکی، (ت٨٢٨ھ)، ضبطه محمد سالم هاشم، دارالکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ١٤١٥ھ۔ ١٩٩٤م

٥۔ **برّ الوالدین و صلة الرّحم**، لإبن الجوزی، الإمام جمال الدین عبد الرحمن بن علی (ت٥٩٧ھ)، تحقیق مبروک إسماعیل مبروک، مکتبة القرآن، القاهره

٦۔ **البحر الزخار** (المعروف بمسند البزّار)، للبزّار، الإمام أبی بکر أحمد بن عمرو بن عبدالخالق العتکی (ت٢٩٢ھ)، تحقیق الدکتور محفوظ الرّحمن زین الله، مکتبه العلوم و الحکم، المدینة المنوّرة، ١٤٢٤ھ۔ ٢٠٠٣م

٧۔ **تأویلات أهل السّنّة**، للسمرقندی، أبی منصور محمد بن محمد بن محمود الماتریدی الحنفی (ت٣٣٣ھ)، المکتبة الحقّانیة، بشاور، باکستان

٨۔ **تحقیق مسند إمام أحمد**، للسید أبی المعاطی النّوری و أحمد عبدالرزاق عید وغیرهما، عالم الکتب، بیروت، الطبعة الأولیٰ ١٤١٩ھ۔ ١٩٩٨م

٩۔ **تفسیرُ القُرطبِی**۔ للقرطبی، الإمام أبی عبد الله محمد بن أحمد الأنصاری

(٦٦٨ھ)، دار إحياء التّراث العربى، بيروت، الطّبعة الأولى ١٤١٦ھ - ١٩٩٥م

١٠ـ **تفهيم البخارى**(شرح صحيح البخارى)، للعلامة غلام رسول رضوى، فيصل آباد، باكستان

☆ **الجامع الأحكام القرآن** = تفسير القرطبى

١١ـ **حاشية السِّندى على السُّنَن لابن ماجة**، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٩ھ - ١٩٩٨م

١٢ـ **حاشية السندى على الصحيح للبخارى**، لأبى الحسن نور الدين محمد بن عبد الهادى السِّندى (ت١١٣٨ھ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٩ھ - ١٩٩٨م

١٣ـ الزّواجر عن اقتراف الكبائر، لإبن حجر الهيتمى، الإمام العباس أحمد بن محمد بن على المكى (ت٩٧٤ھ)

١٤ـ **سُنَن أبِىْ داوٗد**، للإمام سليمان بن أشعث السّجستانى (ت٢٧٥ھ)، دار ابن حزم، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤١٨ھ - ١٩٩٧م

١٥ـ **سُنَن إبن مَاجَة**، للإمام أبى عبد الله محمد بن يزيد القَزْوِينى (ت٢٧٣ھ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤١٩ھ - ١٩٩٨م

١٦ـ **سُنَن التّرمذى**، للإمام أبى عيسىٰ محمد بن عيسىٰ بن سورة (ت٢٩٧ھ)، تحقيق محمود محمد محمود حسن نصّار، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢١ھ - ٢٠٠٠م

١٧ـ **سُنَنُ الدّارِمِى**، للإمام أبِى محمد عبدالله بن عبدالرّحمٰن (ت٢٠٠ھ)، تخريج الشّيخ محمد عبدالعزيز الخالدى، دارالكتب العلمية بيروت

☆ **شرح ابن بطال**= شرح صحيح البخارى

١٨ـ **شرح صحيح البخارى**، لإبن بطال، الإمام أبى الحسن على بن خلف بن عبد الملك، مكتبة الرُّشد، الرياض، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٠ھ - ٢٠٠٠م

۱۹۔ **شرح صحیح مسلم**، للنّووی، الإمام أبی زکریا یحیٰ بن شرف الدّمشقی الشّافعی (ت۶۷۶ھ)، دارالکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولیٰ ۱۴۲۱ھ، ۲۰۰۰م

۲۰۔ **شرح صحیح مسلم**، للهرری، العلّامة محمد الأمین بن عبدالله الأرمی العلوی الشّافعی، دارالمنهاج، جدة، ودار طوق النّجاة، بیروت، الطبعة الأولیٰ ۱۴۳۰ھ۔ ۲۰۰۹م

۲۱۔ **شرح الطیبی** (علی مشکاة المصابیح)، للإمام شرف الدین الحسین بن محمد بن عبدالله الطیبی (ت۷۴۳ھ)، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولیٰ ۱۴۲۲ھ۔ ۲۰۰۱م

۲۲۔ **صَحِیْحُ الْبُخَارِیْ**، للإمام أبی عبد الله محمد بن إسماعیل الجُعفی (ت ۲۵۶ھ)، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ۱۴۲۰ھ۔ ۱۹۹۱ء

۲۳۔ **صحیح مسلم**، للأمام مسلم بن الحجاج القشیری (ت۲۶۱ھ)، دارالأرقم، بیروت

۲۴۔ **عارضة الأحوذی** بشرح صحیح الترمذی، لإبن العربی، للإمام الحافظ أبی بکر محمد بن عبدالله بن محمد بن عبدالله المعروف بابن العربی المالکی (ت۵۴۳ھ)، دارالکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولیٰ ۱۴۱۸ھ۔ ۱۹۹۷م

۲۵۔ **فتح الوَدود فی شرح سنن أبی داؤد**، للشیخ أبی الحسن نور الدین محمد بن عبدالهادی السندی (ت۱۱۳۸ھ)، تحقیق زکی الخولی، دار لینة للنشر و التوزیع، مصر، الطبعة الأولیٰ ۱۴۲۱ھ۔ ۲۰۰۰م

۲۶۔ **فَتْحُ البَاری شرح صحیح البخاری**، للعسقلانی، الحافظ أحمد بن علی بن حجر الشّافعی (ت۸۵۲ھ)، تحقیق الشیخ عبدالعزیز بن عبدالله، دارالکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الثّالثة ۱۴۲۱ھ۔ ۲۰۰۰م

☆ **الکاشف عن حقائق السُّنن** = شرح الطّیبی

۲۷۔ **الکامل لابن عدی**، الإمام الحافظ أبی احمد عبد الله بن عدی الجرجانی

(ت ٣٦٥ھ)، تحقیق الشیخ عادل أحمد عبدالموجود، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولیٰ ١٤١٨ھ۔ ١٩٩٧م

٢٨۔ **کتاب الدّعاء**، للإمام الحافظ أبی القاسم سلیمان بن أحمد الطبرانی (ت ٣٦٠ھ)، تحقیق مصطفی عبدالقادر عطا، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولیٰ ١٤٢١ھ۔ ٢٠٠١م

٢٩۔ **کتاب الکبائر**، للذھبی، الإمام محمد بن أحمد (ت ٧٤٨ھ)، تحقیق محی الدین مستو، دار ابن کثیر، دمشق، الطبعة الثانیة ١٤٠٥ھ

٣٠۔ **کشف الأستار** عن زوائد البزّار، للھیثمی، الحافظ نور الدین علی بن أبی بکر (ت ٨٠٧ھ)، تحقیق الشیخ حبیب الرحمن الاعظمی، مؤسّسة الرّسالة، بیروت، الطبعة الأولیٰ ١٣٩٩ھ۔ ١٩٧٩م

٣١۔ **الکوثر الجاری** إلی ریاض أحادیث البخاری، لإمام أحمد بن اسماعیل بن عثمان بن محمد الکورانی الشافعی (ت ٨٩٣ھ)، تحقیق الشیخ احمد، دار إحیاء التراث العربی، بیروت، الطبعة الأولیٰ ١٤٢٩ھ۔ ٢٠٠٨م

٣٢۔ **مجمع البحرین** فی زوائد المعجمین، الإمام الحافظ نور الدین أبی الحسن علی بن أبی بکر الھیثمی (ت ٨٠٧ھ)، تحقیق محمد حسن محمد حسن إسماعیل الشافعی، دار الکتب العلمیة، بیروت، ١٤١٩ھ۔ ١٩٩٨م

٣٣۔ **مرقات المفاتیح** (شرح مشکاة المصابیح)، للإمام الملّا علی بن سلطان محمد القاری (ت ١٠١٤ھ) الشیخ جمال عیتانی، دارالکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولیٰ ١٤٢٢ھ، ٢٠٠١م

٣٤۔ **مسند ابن الجعد**، لأبی الحسن علی بن الجعد بن عبید الجوھری (ت ٤٣٠ھ)، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الثانیة ١٤١٧ھ۔ ١٩٩٦م

٣٥۔ **مکمّل إکمال الإکمال**، للإمام محمد بن محمد بن یوسف السنُوسی الحسینی (ت ٨٩٥ھ)، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولیٰ ١٤١٥ھ۔ ١٩٩٤م

٣٦۔ **مِشكاةُ الْمَصَابِيح**۔ للتّبريزى، الشّيخ ولىّ الدّين أبى عبد الله محمد بن عبدالله الخطيب (ت ٧٤١ھ)، تحقيق الشّيخ جمال عيتانى، دارالكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢٤ھ۔ ٢٠٠٣م

٣٧۔ **مَجْمَعُ الزَّوَائِد ومنبع الفوائد**۔ للهيثمى، نورالدّين على بن أبى بكر المصرى (ت ٨٠٧ھ)، تحقيق عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية، بيروت الطّبعة الأولىٰ ١٤٢٢ھ۔ ٢٠٠١م

٣٨۔ **المُسْنَد**، للإمام أحمد بن حنبل (ت ٢٤١ھ)، المكتب الإسلامى، بيروت

٣٩۔ **المصنّف**۔ لابن أبى شيبة، للامام أبى بكر عبدالله بن محمد بن أبى شيبه (ت ٢٣٥ھ)، تحقيق محمد عوّامة، المجلس العلمى، ودار قرطبة، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٧ھ۔ ٢٠٠٦م

٤٠۔ **المعجم الأوسط**، للطبرانى، الحافظ أبى القاسم سليمان بن أحمد بن ايوب اللخمى (ت ٣٦٠ھ)،تحقيق محمد حسن بن محمد حسن إسماعيل الشافعى، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٠ھ۔ ١٩٩٩م

٤١۔ **المعجم الصّغير**، للطبرانى، الحافظ أبى القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب اللخمى (ت ٣٦٠ھ)، دار الكتب العلمية، بيروت، ١٤٠٣ھ۔ ١٩٨٣م

٤٢۔ **المعجم الكبير**، للطبرانى، الحافظ أبى القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب اللخمى (ت ٣٦٠ھ)، تحقيق حمدى عبدالمجيد السّلفى، دار احياء التراث العربى، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٢ھ۔ ٢٠٠١م

٤٣۔ **المفهم** لماأشكل من كتاب مسلم۔ للقرطبى، الحافظ أبى العباس أحمد بن عمر بن إبراهيم (ت ٦٥٦ھ)، تحقيق محى الدين ديب مستور أحمد محمد السيّد وغيرهما، دارابن كثير، بيروت، الطبعة الثالثة ١٤٢٦ھ۔ ٢٠٠٥م

٤٤۔ **نزهة القارى** شرح صحيح بخارى، للعلامة محمد شريف الحق امجدى، بركاتى پبلشرز، كهارادر، كراتشى، باكستان

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان کی سرگرمیاں

مدارس حفظ و ناظرہ

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

کے تحت صبح ورات کو حفظ وناظرہ کے مختلف مدارس لگائے جاتے ہیں جہاں قرآن پاک حفظ وناظرہ کی مفت تعلیم دی جاتی ہے۔

درس نظامی

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

کے تحت صبح اور رات کے اوقات میں ماہر اساتذہ کی زیرنگرانی درس نظامی کی کلاسیں لگائی جاتی ہیں۔

دارالافتاء

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

کے تحت مسلمانوں کے روزمرّہ کے مسائل میں دینی رہنمائی کے لئے عرصہ دراز سے دارالافتاء بھی قائم ہے۔

مفت سلسلہ اشاعت

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

کے تحت ایک مفت اشاعت کا سلسلہ بھی شروع ہے۔ جس کے تحت ہر ماہ مقتدر علماء اہلسنّت کی کتابیں مفت شائع کر کے تقسیم کی جاتی ہے۔ خواہش مند حضرات نور مسجد سے رابطہ کریں۔

ہفتہ واری اجتماع

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

کے زیرِ اہتمام نور مسجد کاغذی بازار میں ہر پیر کو رات بعد نماز عشاء فوراً ایک اجتماع منعقد ہوتا ہے۔ جس میں مختلف علماء کرام مختلف موضوعات پر خطاب فرماتے ہیں۔

کتب و کیسٹ لائبریری

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

کے تحت ایک لائبریری بھی قائم ہے۔ جس میں مختلف علماء اہلسنّت کی کتابیں مطالعہ کے لئے اور کیسٹیں سماعت کے لئے مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ خواہش مند حضرات رابطہ فرمائیں۔

روحانی پروگرام

تسکینِ روح اور تقویت ایمان کے لئے شرکت کریں

ہر شب جمعہ نمازِ تہجد اور ہر اتوار عصر تا مغرب ختم قادریہ اور خصوصی دعا